https://famousurdunovels.blogspot.com/
میرے ہمراز،
میرے ہمسفر
ثناء بانو
PRIME URDU NOVELS
PRIME URDU NOVELS
https://primenovels.blogspot.com/

ناول:

میرے ہمراز میرے ہمسفر

ثناء بانو

مکمل ناول

ہر طرف سورج اپنی روشنی بکھرتے صبح کی نوید کا اعلان کر چکا تھا۔ پرندے رزق کی تلاش میں گھروں سے روانہ ہو چکے تھے۔ سب اپنے اپنے کاموں کو چل دیئے تھے مگر ایک جگہ ایسی بھی تھی. جہاں دن تو چڑھ آیا تھا لیکن شاید اس کی رات ابھی باقی تھی، تبھی زرش کے بار بار اٹھانے پر بھی ویسے ہی نیند میں غرق تھی.

"اُٹھ جاؤ یار۔۔! حد ہوتی ہے لاپرواہی کی۔ دن چڑھ آیا ہے لیکن تمہارے خواب ہی پورے نہیں ہو رہے" اکتائے ہوئے لہجے میں کہتی وہ وہیں بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ اُسے جگا کر گئی تھی لیکن جب واپس اُس

کے کمرے میں آئی تو اسے ویسے ہی نیند میں بے سود دیکھ کر گہری سانس خارج کرتی رہ گئی۔کب سے وہ سر طور کوشش کر رہی تھی اُسے اٹھانے کی لیکن مجال ہے جو یہ لڑکی بیدار ہونے کا نام بھی لے لے۔۔

"یار دیکھو سب ناشتہ کر رہے ہیں، تم بھی اُٹھ جاؤ، کب سے تمہیں جگا رہی ہوں" آخر التجائیہ انداز میں کہتے اُسے اٹھانے کی ایک اور ناکام کوشش کی۔۔

"اٹھ جاؤ مشی آخری بار بول رہی ہوں۔۔ورنہ میں نے تمہیں بیڈ سے دھکا دے دینا ہے" آخر اسے زور سے ہلاتے ہوئے اسے دھمکانے کی کوشش کی۔

"کیا ہے سونے دو، مجھے نہیں ابھی اٹھنا" نیند میں بڑبڑاتے وہ کروٹ بدلتے پھر سے اونگھنے لگی۔اسے ویسے ہی نیند میں غرق دیکھ کر اب کی بار زرش کا پارہ ہی چڑھ گیا اور زور سے دھکا دیتے اسے بیڈ سے نیچے پٹخ دیا

"کیا۔۔کیا ہوا۔۔؟زلزلہ آگیا یا آندھی طوفان؟ہائے اللہ بچاؤ۔۔" گرنے کی دیر تھی کہ محترمہ ہڑبڑا کر چیخ اٹھی۔

"استغفار کچھ بھی بولنے سے گریز کیا کرو لڑکی۔۔نہ زلزلہ آیا ہے نہ طوفان آیا ہے۔"

"پھر میں بیڈ سے زمین پر کیسے آگئی؟" ہونق ہو کر زرش کو دیکھا

جب آپ محترمہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لو گی پھر کچھ تو کرنا ہی پڑے گا نا؟" زرش کی بات سمجھتے ہی اس نے خفگی سے زرش کو دیکھا اور بغیر کچھ کہے اپنے کھلے شولڈر کٹ بالوں کو پونی میں قید کرنے لگی گویا یہ اس بات کا اعلان تھا کہ وہ خفا ہو چکی ہے۔

"اچھا اب جلدی سے آجاؤ ورنہ ناشتہ ٹھنڈا ہی ملے گا" زرش اس کی خفگی کو بغیر کسی خاطر میں لائے اپنی بات کہتے کمرے سے جانے کو اٹھ کھڑی ہوئی۔۔اور وہ ٹھنڈے ناشتے کا سنتے ہی تپ گئی۔

"لیکن زری یار۔۔۔۔زری" زرش کو آوازیں دیتے احتجاج کرنا چاہا لیکن زرش سنی ان سنی کرتی کمرے سے چلی گئی۔ناچار اس کو بھی اٹھنا پڑا اور وہ سرعت سے منہ بناتی واش روم میں گھس گئی۔۔کیونکہ جتنی اُسے سونے سے

مُحبت تھی اتنی ہی ٹھنڈے ناشتے سے چڑ تھی اور زرش ہمیشہ اسی چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اُسے بستر چھوڑنے پر مجبور کر دیتی تھی۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

"اسلام وعلیکم۔۔!"ڈائنگ ٹیبل پر آتے زرش اور احمر کو مسکراتے ہوئے مشتر کہ سلام کرتی اپنی نشست پر براجمان ہو گئی۔۔

"وعلیکم اسلام۔۔!یار کتنی دیر لگاتی ہو تم اٹھنے میں۔۔ تمہارے انتظار میں ہمیں بھی بھوک برداشت کرنی پڑ رہی ہے"احمر نے لاچارگی سے کہا۔

"میری وجہ سے کیوں۔۔؟میں نے تمہیں ناشتہ کرنے سے منع تھوڑی کیا ہے۔ تم کرو ناشتہ۔۔"اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے سامنے پڑے باؤل کا ڈھکن اٹھا کر سالن کا جائزہ لینا چاہا۔۔ لیکن یہ کیا؟خالی باؤل اس کا منہ چڑا رہا تھا۔۔باری باری سارے برتنوں اور ٹیبل کا جائزہ لیا جو اس بات کی گواہ تھی کہ ابھی تک سب ہی ناشتے سے محروم ہیں۔

"ناشتہ کہاں ہے؟جو ٹھنڈا ہو جانا تھا؟"اس نے اپنے لفظوں کو چبا چبا کر ادا کرتے سامنے کھڑی زرش پر نظریں گھاڑ دیں جو اپنی مسکراہٹ کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ کیا ہے نہ نند صاحبہ آج عابد ولت کا دل آپ کے ہاتھ سے بنے ہوئے آلو کے پراٹھے کھانے کو چاہ رہا ہے تو اسی خوشی میں، میں نے سب کو ناشتے سے چھٹی کروادی کہ کوئی بھی ہماری مشی کے ہاتھ کے پراٹھوں سے محروم نہ رہ جائے"زرش نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا جس پر مشی اپنی جگہ سے اچھل ہی پڑی۔

"کیا۔۔؟نہیں تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ ناشتہ میں بناؤں گی؟ایمپاسبل۔ مجھ سے نہیں بنتا"

"بنانا تو پ-ڑے گا ہی۔۔ ورنہ آج سب ہی بھوکے رہیں گے "زرش کے اعلان پر احمر نے لاچارگی سے مشال کو دیکھا۔

"پلیز مشی بناؤنہ جلدی، بہت بھوک لگی ہے"

"نہیں مجھ سے نہیں بنتے، اور۔۔۔۔"رضا کی آمد سے اس کی بات ادھوری رہ گئی۔

"کیا نہیں بنتا ہماری گڑیا سے۔۔؟ ہمیں بھی تو پتا چلے؟"رضا نے اپنی چیئر سنبھالتے مشال کو دیکھا۔۔

"دیکھیں نہ بھائی آپ کی بیگم محترمہ مجھے ناشتہ بنانے کا بول رہی ہے، کہ میں آلو کے پراٹھے بناؤں "مشال نے زرش کو دیکھتے ایک آنکھ کا کونہ دباتے معصومانہ انداز میں رضا سے کہا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ میرے منہ میں ابھی سے پانی آ گیا۔ جلدی جلدی پڑاٹھے بناؤ۔۔ اب صبر کرنا ذرہ مشکل ہے "رضا کے کہنے پر مشال ہونقوں کی طرح رضا کو دیکھنے لگی۔ کہاں وہ سوچ رہی تھی کہ رضا اسے ناشتہ بنانے سے منع کر دیں گے۔۔ اور کہاں وہ خود آلو کے پڑاٹھے کھانے تیار بیٹھے تھے۔۔ مشال کی شکل دیکھتے احمر اور زرش کی ہنسی چھوٹ گئی جس پر بروقت انہوں نے قابو پالیا لیکن یہ ہنسی مشال پر جلتی کا تیل ڈال گئی۔۔

"جاؤ بھئی جلدی سے آلو کے پراٹھے بناؤ"رضا کے کہنے پر ناچار وہ منہ لٹکائے اٹھ گئی اور پاؤں پٹختے کیچن میں آلو کے پڑاٹھے بنانے چل دی۔ جبکہ زرش اس کی مدد کو اس کے پیچھے چلی گئی۔ احمر اور رضا باتوں میں مشغول ہو گئے۔

oooooooooooooooooooooooooooooo

"آرام سے کھانا کھا۔۔ اتنی جلدی کس بات کی ہے؟"انہوں نے اسے جلدی جلدی نوالے لیتے دیکھ کر ٹوکا۔

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میرے باہر بزنس چل رہے ہیں جو میں آرام سے ناشتہ کروں اور باہر بڑی سی گاڑی میرے انتظار میں کھڑی ہو گی۔ جس پر ٹھاٹھ سے بیٹھ کر میں آفس روانہ ہو نگا"وہ جلے کٹے انداز میں اپنی بات مکمل کرتے پھر سے جلدی جلدی نوالے لینے گا۔ اور وہ بیٹے کی مایوسی کو سمجھ گئے۔

"دیکھ پتر پریشان کیوں ہوتا ہے؟ مل جائے گی تجھے اچھی سی نوکری" انہوں نے ایک بار پھر بات کرنی چاہی۔

"دیکھ ابا مجھے جھوٹی تسلیاں نہ دیا کر۔ پتہ ہے مجھے کونسی نوکری ملے گئی ہو نہہ۔ یہ اچھی نوکریاں بھی بس امیروں کے لیے ہیں۔ ہمارے لیے بس کلرک اور چپڑاسی کی نوکیاں ہی ہیں" اس نے کہتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا نوالہ بھی واپس پلیٹ میں پٹخ دیا اور خود اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا کھانا تو کھا لے" ابا نے اسے اٹھتے دیکھ کر مایوسی سے کہا۔

"کھا لیا جتنا کھانا تھا۔۔ اب ان دفتر والوں کی ذلالت کھاؤں گا" اکھڑے لہجے میں کہتا وہ چھوٹے سے کمرے سے نکلتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔ پیچھے وہ تاسف سے اسے جاتا دیکھتے رہ گئے۔۔ پھر سر جھٹکتے اپنے بوڑھے ہاتھوں سے چارپائی سے کھانا اٹھاتے کمزور قدموں سے کیچن کی طرف بڑھ گئے۔

ooooooooooooooooooooooooooooooo

"ابھی تک ناراض ہو؟ ویسے آلو کے پراٹھے تو اب ہضم بھی ہو گئے ہیں۔ اب ناراضگی چھوڑو" زرش نے لاونج میں بیٹھی مشال کو مخاطب کیا جو صبح سے منہ لٹکائے بیٹھی تھی۔ لیکن وہ بغیر کچھ کہے ویسے ہی ٹی وی کے چینل سرچ کرتی رہی۔

"اب ہم سے کیوں ناراض ہو؟ کونسا تم نے ہمارے کہنے پر پراٹھے بنائے تھے۔ جیسے ہمیں دھک سے انکار کیا تھا ویسے ہی رضا کو بھی کر دیتی انکار" زرش نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے سنجیدگی سے کہا۔

"بھائی کو انکار کر دیتی میں۔۔؟ ایمپاسیبل۔ میں رضا بھائی کو کبھی انکار نہیں کر سکتی چاہیئے وہ بات چھوٹی ہو یا بڑی۔۔ لیکن آپ کو یہ پتہ تھا۔ اسی لیے آپ نے فائدہ اٹھایا" اس نے ترخ کر ناراضگی سے کہا۔

"اچھا چلو آئندہ نہیں فائدہ اٹھاؤں گی" زرش کے کہنے پر بھی مشال کی ناراضگی ختم نہ ہوئی۔۔ تبھی زرش نے اپنے پیچھے چھپائی ہوئی بک مشال کے سامنے کر دی۔۔ جیسے دیکھ کر ایکسائٹمنٹ کے مارے وہ اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔۔

"آرمی بیس ناول؟"ریموٹ کو پرے پھینکتے فٹ سے ناول زرش کے ہاتھ سے چھپٹتے اس کے ورق الٹنے لگی۔

"واؤیار زری تم کتنی اچھی ہو۔۔۔"ناول کو تھامے زرش کو گلے لگالیا۔

"اچھابس بس۔۔یہ بتاؤاب بھی ناراض ہو؟"

"ہائے ناراضگی گئی بھار میں۔ تم نے تو دل خوش کر دیا"اس نے یوں ہی زرش کو زور سے گلے لگائے کہا۔

"ارے یہاں کیا چل رہاہے؟میں توسوچ رہاتھا کہ مشی منہ لٹکائے بیٹھی ہوگئ اور بھابھی آپ اس کو منانے کی سر طور کوشش کر رہی ہونگی۔"احمر نے مشی کو زرش کے گلے لگے دیکھ کر حیرت سے استفسار کیا۔

"تم ہمیشہ جلتے ہی رہنا، تم سے ہماری دوستی دیکھی نہیں جاتی ہو نہہ "مشال نے احمر کو منہ چڑاتے کہا۔

"اچھابس بس۔اب تم دونوں نہ جھگڑا شروع کر دینا"زرش نے دونوں کو جھگڑنے کے لیے تیار دیکھ کر ٹوکا۔

"میں کہاں جھگڑتی ہوں زری۔اسے ہی شوق ہوتا ہے لڑنے کا"مشال نے اپنی صفائی پیش کی۔

"تم سے بڑی ہیں۔بھابھی کہا کرو"ہر بار کی طرح احمر نے آج بھی مشال کو زری بولنے پر ٹوکا۔مشال اور زرش کی بے تکلفی اتنی تھی کہ وہ اسے زری ہی بولتی۔گھر میں کسی کو اس بات پر اعتراض نہیں تھا بس احمر ٹوک دیتا کہ وہ زرش کو تمیز سے بلایا کرے۔

"اور تم مجھ سے چھوٹے ہو اپنے کام سے کام رکھا کرو"اس نے بھی دوبدو کہا۔ویسے تو احمر مشال سے بڑا تھا لیکن کچھ وجوہات کی بناء پر کچھ عرصے کے لیے اسٹڈی چھوڑ دی۔جب دوبارہ ایڈمیشن لیا تو مشال اس سے ایک کلاس آگے جاچکی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ اس کو بڑا ماننے سے ہی انکاری ہو گئ تھی۔احمر نے بھی کبھی اسے نہیں ٹوکا تھا۔

"ارے بولنے دیا کرو احمر۔میں اس کی بھابھی بعد میں ہوں دوست پہلے ہوں۔اور مجھے اچھا لگتا ہے"زرش کے کہنے پر وہ مسکرا دیا۔

"بھابھی آپ اسے شے دیتی ہیں۔پہلے ہی بگڑی ہے مزید بگڑ جائے گی"احمر نے زرش سے کہتے مشال کو چھیڑا۔

"اچھا زری تم اس کی بک بک سنو۔ میں تو چلی یہ پڑھنے "مشال نے ناول لہراتے ہوئے کہا اور یہ جا وہ جا۔

"ناول نے بچا لیا ہے ورنہ وہ بتاتی تمہیں کہ کون بگڑی ہے "زرش کے کہنے پر وہ مسکرا دیا۔

"واقعی ناول پڑھنے کا جنون نہ ہوتا اِسے تو ابھی تو جنگ چھڑ چکی ہونی تھی "احمر کے کہنے پر وہ مسکرا دیں اور پھر کچھ ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہو گئے

oooooooooooooooooooooo

"بس پھر مشال تھی اور اس کے ناول کا ہیرو۔ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے ہر وقت ناول کی باتیں۔ زرش اور رضا تو مسکراتے ہوئے سن لیتے لیکن احمر کہاں سننے والا تھا؟ اور جہاں احمر مشال کو ٹوک دیتا، وہیں ناول کی گفتگو کو تھوڑی دیر کے لیے ایک سائیڈ پر رکھتے دونوں کی پاک بھارت جنگ شروع ہو جاتی۔۔ ابھی بھی مشال زرش کو ناول کی سٹوری سنا رہی تھی خالانکہ وہ ناول پڑھ چکی تھی لیکن پھر بھی مشال سے ایسے سننے میں مگن تھی جیسے اس نے وہ ناول پڑھا ہی نہ ہو۔

"یار مشی تم نے بس اس پورے ناول میں ہیرو اور ہیروئن کی ہی باتیں بتائی ہیں کہ ہیرو نے کیا تو ہیروئن نے یہ کیا۔ وہ تم نے بتایا ہی نہیں جو میسج رائٹر نے ہم لوگوں تک پہنچانے کے لیے ناول لکھا ہے "مشال کی سٹوری مکمل کرنے پر زرش نے بھرپور توجہ سے اسے دیکھتے استفسار کیا۔

"کونسا میسج؟ "اس نے الجھتے ہوئے زرش کو دیکھا۔

"یہ میسج ویسج بعد میں ڈسکس کر لیجیئے گا بھابھی۔ ابھی آپ کال اٹینڈ کر لیں آپ کے میکے سے ہے "احمر نے دونوں کی باتوں کو ٹوکتے موبائل زرش کی طرف بڑھا دیا، جیسے اس نے خوشی سے تھامتے کال ریسیو کر لی۔۔

"اچھا تم بتاؤ ناولی دنیا سے باہر آئی ہو یا ابھی بھی وہیں اٹکی ہو؟ "احمر نے صوفے پر بیٹھتے کشن مشال کی طرف اچھالا جو عین ناشانے پر لگا۔

"تم کبھی تمیز کا مظاہرہ نہیں کر سکتے ؟"مشال نے کھا جانے والے انداز میں گھورا۔

"ارے کیا کروں ؟جب تمیز بٹ رہی تھی تب ہماری مشی بی بی ساری تمیز لے اڑیں کہ میرے لیے بچی ہی نہیں" اس نے کندھے اچکاتے شرارت سے مشال کو دیکھا

"ویری فنی۔۔ہونہہ "

"اچھا بتاؤ رزلٹ تمہارا آچکا ہے اب آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے ؟"احمر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کرنا کیا ہے ایم ایس سی میں ایڈمیشن لوں گی۔انفیکٹ رضا بھائی نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن بھی کروادیا ہے۔تم کہاں ہوتے ہو جیسے یہ بھی خبر نہیں ؟"اس نے خشمگیں نظروں سے احمر کو دیکھا۔

"ہونا کہاں ہے میں تمہاری طرح فارغ تھوڑی ہوں۔جاب ڈھونڈرہاہوں کہ جب تک کالج سے فری ہوں کوئی جاب کرلوں"

"واؤ۔۔توجب تمہیں پہلی سیلری ملے گی ناتو مجھے اس میں سے ایک اچھاسا گولڈ کا بر سلیٹ بنواکر دینا۔مجھے بہت پسند ہے "مشال نے خوشی سے اپنی فرمائش احمر کے گوش گزار دی۔

"واہ۔۔ابھی نوکری ملی نہیں کہ منگتے پہلے ہی ٹپک پڑے "احمر نے اس کا مذاق آڑایا۔

"اوہ ہیلو۔۔کوئی احسان نہیں کروگے۔تمہارا فرض ہے اپنی بہن کی خواہشات کی تکمیل کرنا"اس نے بھی بدلے میں اتڑاتے ہوئے کہا۔

"اور تمہارا ابھی فرض ہے بھائی کی خدمت کرنے کا چلو شاباش میرے لیے ایک گلاس ٹھنڈا پانی لاؤ"

"شرم نہیں آتی بڑی بہن پر حکم جماتے ہو ؟"اس نے ترخ کر احمر کو کہا۔

"سچی بلکل نہیں آتی جب بڑی بہن چھوٹے بھائی سے ڈیمانڈیں پوری کرواسکتی ہے تو میں ایک گلاس پانی بھی بہن سے نہیں منگواسکتا؟میں نے کونسا کوئی پہاڑ سر کرنے کو کہہ دیا ہے ؟"اس نے بھنوئیں اچکائے مشال کو دیکھا۔

"لا رہی ہوں" وہ منہ بناتی کشن احمر کی طرف اچھالتی کیچن میں گھس گئی جبکہ احمر نے مسکراتے ہوئے کشن کیچ کرتے ٹی۔وی آن کر لیا۔

○○○○○○●●●●●●○○○○○○

"کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہو؟" کافی دیر فون پر باتوں کے بعد ایاز نے اس کی پریشانی کو بھانپتے ہوئے پوچھا۔

"یار کیا بتاؤں۔۔ کوئی ڈھنگ کی جاب ہی نہیں مل رہی"

"اوہ۔۔ یہ تو بہت مسلہ ہو گا۔۔"

"ہاں یار کیا بتاؤں۔ ابا کی حالت بھی خراب ہے۔ ایک تو دوائیوں کا خرچ اوپر سے بے روگاری نے حالت خراب کر دی ہے" اس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی لیے میں کہتا ہوں۔۔ جاب واب کو گولی مار جو میں نے کہا تھا، اس پر غور کر۔ پھر بس پیسہ ہو گا اور عیش ہو گی، مزے میں گزدے گی تیری" ہر بار کی طرح ایک بار بھی اس نے اپنے مشورے سے نوازا۔

"میں کتنی بار کہا ہے، مجھ سے فضول بکواس نہ کیا کر۔۔ تیری سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آتی؟" ایاز کے مشورے پر وہ بھڑک ہی اٹھا۔

"اچھا اچھا۔۔ غصہ کیوں کر رہا ہے۔۔ میں تو بس ایسے ہی تیرے بھلے کو بول رہا تھا" ایاز اس کے غصے سے فوراً سنبھل گیا

"مجھے ایسا بھلا نہیں چاہیئے تو اپنے پاس ہی رکھ۔ اچھا میں رکھتا ہوں تم سے کچھ دیر بعد بات کروں گا" اس نے بے دلی سے کہتے کال بند کر دی۔۔

"کیا مجھے ایاز کی آفر پر غور کرنا چاہیئے؟" کال بند کرتے اس نے ایاز کی آفر پر غور کرنا چاہا۔

"نہیں ابّا کو پتہ چل گیا تو وہ مجھے مار ہی ڈالے گا" اس نے خود ہی اس آفر کو مسترد کر دیا۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس)اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

○○○○○○●●●●●●○○○○○○

"کیا کر رہی ہو؟" کافی دیر اسے یوں ہی موبائل میں محو دیکھتے زرش نے استفسار کیا۔

"کچھ نہیں آن لائن گیم کھیل رہی ہوں۔ میں سوچا جب تک یونیورسٹی اسٹارٹ نہیں ہوتی گیمز اور ناول ہی پڑھے جائیں" ویسے ہی موبائل پر نظریں جمائے اس نے جواب دیا۔

"اب تمہیں وقت گزاری کے لیے موبائل یا ناول کی ضرورت نہیں پڑنے والی" اس نے مشال کے ساتھ بیٹھتے کہا۔

"کیوں؟ کیا مطلب؟" اب کے اس نے زرش کو دیکھتے حیرانی سے استفسار کیا۔

"کیونکہ میں کچھ وقت کے لیے اپنے میکے جا رہی ہوں" زرش نے گویا اطلاع دی۔

"لیکن کیوں۔۔؟ آپ کے میکے میں کون ہے؟" اس نے موبائل ایک سائیڈ پر رکھتے حیرت سے پوچھا۔

"کون ہے سے کیا مراد؟"

"میرا مطلب۔۔۔۔" مشال نے کہنا چاہا لیکن زرش نے مسکراتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔

"یار میرا بھائی اتنے عرصے بعد واپس آ رہا ہے اور میں اس سے ملنے نہ جاؤں؟" اس نے سوالیہ انداز میں مشال کو دیکھا۔

"اوہ۔۔ آئی۔ سی۔۔"

"کیا باتیں چل رہیں ہیں؟" رضا نے دونوں کو باتیں کرتے دیکھ کر پوچھا۔

"ارے بھائی آئیں نا، بیٹھیں اور سنے آپ کی بیگم آپ کے مخالف کیا پلان بنائے بیٹھیں ہیں" مشال نے شرارت سے زرش کو دیکھتے رضا کو مخاطب کیا جو پہلے ہی صوفے پر براجمان ہو چکے تھے۔

"ہاں جی بھئی بیگم بتاؤ؟ کیا پلان بنالیا ہے ہمارے خلاف؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے زرش کو مخاطب کیا۔

"یہ تو ایسے ہی تنگ کرتی ہے۔ میں بھلا کیوں آپ کے خلاف پلان بنانے لگی" زرش نے بھی جواباً مسکرا دی۔

"ارے۔۔ابھی آپ نے خود ہی تو میرے بھائی کے خلاف بنایا گیا پلان میرے گوش گزارا ہے۔میرے ان گنہگار کانوں نے خود سنا ہے"مشال نے معصنوعی حیرت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔جس پر زرش اور رضا دونوں مسکرا دیئے۔

"اچھا پھر یہ بھی بتا دو تمہارے گنہگار کانوں نے کیا سن لیا ہے؟"زرش کے کہنے پر مشال اپنی جگہ سے اٹھی اور رضا کے ساتھ صوفے پر براجمان ہو گئی۔

"بھائی میرے ان کانوں نے خود سنا ہے کہ آپ کی بیگم میکے جانے کے پلان بنا رہی ہے۔"مشال نے ایسے رازدرانہ انداز میں کہا جیسے جانے کونسا راز اس کے ہاتھ آگیا ہے۔

"اوہ۔۔تو یہ بات ہے؟"رضا نے بھی بدلے میں بھرپور حیرت کا مظاہرہ کرتے زرش کو دیکھا۔

"بلکل۔۔آپ کی بیگم یہ منصوبے بنا رہیں ہے آپ کے خلاف"زرش دونوں بہن بھائیوں کی ایکٹینگ سے لطف اندوز ہوتے دونوں کو دیکھنے میں مگن تھی۔

"کیوں بیگم یہ میں کیا سن رہا ہوں؟"

"وہی سن رہے ہونگے جو مشی کہہ رہی ہے۔۔آپ دونوں کی بات کا مجھے کیا پتہ"زرش نے صاف دامن بچا لیا۔

"بھائی پلیز زری کو منا کریں نا کہ یہ میکے نہ جائے۔پیچھے سے میں اکیلی کیا کروں گی؟"مشال نے التجایانہ انداز میں کہا۔

"لیکن یار مجھے جانا ہو گا۔ہادی اتنے عرصے بعد پاکستان آرہا ہے"زرش کی اایکسا ٹمنٹ کو وہ سمجھ سکتی تھی۔اتنے عرصے بعد وہ اپنے بھائی سے ملنے والی تھی۔اب وہ اپنی وجہ سے زرش کو مجبور نہیں کرنا چاہتی تھی،اسی لیے اداسی سے خاموش ہو گئی۔

"ایک آئیڈیا ہے"رضا نے دونوں کی مجبوری کو سمجھتے ہوئے کہا،جس پر دونوں نے اپنی سوالیہ نگاہیں رضا پر گھاڑ دیں۔

"لاہور میں ہادی اکیلا رہے گا، اس سے بہتر نہیں کہ ہادی یہیں ہمارے ساتھ رہ جائے؟" رضا نے اپنا خیال ظاہر کرتے فیصلے کی تصیح کے لیے دونوں کو باری باری دیکھا۔

"ہاں یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ اس طرح زری کو کہیں جانا نہیں پڑے گا" مشال نے خوشی سے چہکتے کہا۔

"ہادی مان جائے گا؟" زرش نے رضا کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا۔

" بلکل۔۔ میں خود بات کروں گا اور مجھے یقین ہے وہ مجھے منا نہیں کرے گا" رضا کے لہجے میں ایک مان تھا، جو ان کو ہادی پر تھا کہ وہ ان کی بات سے انکار نہیں کرے گا۔

" چلیں پھر ٹھیک ہے۔ اگر ہادی مان جاتا ہے تو پھر میرے جانے کا جواز ہی نہیں رہتا" زرش کے کہنے پر مشال جلدی سے اس کی طرف بڑھتے اسے گلے لگا لیا۔ " تھینکیو زری" زرش اور رضا دونوں مسکرا دیئے۔

◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈

"ابا۔۔ اٹھ بھی جا آج کتنی دیر سوئے گا؟" اس نے جھنجھلاتے ہوئے ابا کو آواز دی جو ہمیشہ اس سے پہلے بیدار ہو جاتے تھے۔ لیکن آج جانے کیا ہوا تھا ابا کو کہ وہ اٹھے ہی نہ تھے، یہاں تک کہ وہ ناشتہ بھی تیار کر لایا تھا۔

"ابا۔۔" اب کے اس نے ابا کو ہلاتے ہوئے کہا لیکن ان میں کوئی جنبش نہ ہوتے دیکھ کر پریشانی اور وسوسوں نے اس کو آن گھیرا۔

"ا۔۔ ابا۔۔؟" اس نے اپنی آواز کی لڑکھڑاہٹ کو قابو کرتے ایک بار پھر دھیرے سے ہلاتے ابا کو پکارا۔ لیکن اس بار بھی کوئی حرکت نہ ہوئی اس نے گھبراہٹ میں آگے بڑھتے ابا کا ہاتھ تھاما جو زندگی جیسی نعمت سے محروم ہو چکا تھا۔ اس نے جلدی سے ابا کی نبض بھی چیک کی جو اس بات کی گواہ تھی کہ اس کا ابا اس دنیا فانی سے حقیقی دنیا کا سفر کر چکا ہے۔ وہ بے یقینی کے عالم میں ابا کو دیکھتا رہا۔ ابا کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کب چھوٹ گیا اسے خبر ہی نہ تھی۔

◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈

"کب آرہا ہے ہادی؟" زرش نے کمرے میں رضا سے پوچھا جو کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔

"پتہ نہیں کہہ رہا تھا کہ سرپرائز دے گا" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک تو یہ لڑکا میری سمجھ سے باہر ہے۔ میں بھی ہزار بار پوچھ چکی ہوں لیکن مجال ہے بتا دے"

"ہاں تو تم اس کے سرپرائز کو سرپرائز ہی رہنے دو۔ کیوں بار بار پوچھتی ہو؟"

"وہ اتنے عرصے بعد واپس آرہا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اس کے آنے سے پہلے میں اس کی پسند کے کھانے بناؤں۔۔ اس کے کمرے کو سجاؤں" زرش نے آنکھوں میں چمک لیے کہا۔

"یہ کام اس کے آنے کے بعد ہی کر لینا۔ ابھی وہ تمہارے چہرے اور آنکھوں میں وہ چمک دیکھنا چاہتا ہے جو اس کی اچانک آمد پر نمودار ہوگی" رضا نے کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھتے زرش کو نظروں کے حصار میں لیتے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا" زرش نے نڑوٹھے پن سے کہا۔

"اب یہ تو تم جانو یا تمہارا بھائی" رضا نے مزید کسی بحث سے بچنے کے لیے صاف دامن بچا لیا۔

"اب تم اپنے بھائی کی خدمت میں اس ناچیز کو نا بھول جانا" رضا کے کہنے پر زرش ان کی بات کو سمجھتے ہنس دی۔

"ظاہر ہے اب میں آپ کو یاد تھوڑی رکھوں گی۔ اب تو مشال، میں، احمر اور ہادی ڈھیر ساری باتیں کیا کریں گے۔ آپ اپنا آفس ہی سنبھالیں" زرش کے کہنے پر وہ ہنس دیئے۔

"میں محسن کو دیکھ لوں۔ سو گیا ہے یا نہیں۔ احمر آج فیصل آباد گیا ہے تو آج مشال کے کمرے میں سونے کی ضد کر رہا تھا۔ مشال نے بھی اس کی مان لی" زرش کے کہنے پر رضا نے سر ہلا دیا اور دوبارہ کتاب اٹھاتے اس کا مطالعہ کرنے لگے۔ زرش مشال کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"اب کیا سوچا ہے آگے کا؟" ایاز نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اس سے پوچھا۔

"کچھ سمجھ نہیں آرہا۔" اس نے مایوسی سے کہا۔

"ایک بات کہوں بُرا نہ مانے تو؟" ایاز نے اجازت طلب نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ہوں۔۔ کہو"

"اب بھی میری آفر برقرار ہے اس کے بارے میں سوچ لے۔" ایاز کی بات پر اس کے تیور بگڑنے لگے۔

"دیکھ غصے کو ایک سائیڈ پر رکھ کر سوچ۔ ٹھنڈے دماغ سے سوچے گا تو کچھ تیری اس عقل میں بھی بات آئے گی۔ کب تک یوں ہی نوکریوں کی تلاش میں دربدر بھٹکتا پھیرے گا؟" ایاز نے اس کے تیور بگڑتے دیکھ کر دھیمے لہجے میں کہا جس پر وہ سوچ میں پڑ گیا۔

"واقعی شاید ایاز صحیح کہہ رہا ہے۔ مجھے اس کی آفر پر سوچنا چاہیئے، پیسوں کی قلت کی وجہ سے ہی ابا اس دنیا سے چلا گیا"

"کیا سوچ رہا ہے۔۔؟" ایاز نے اسے سوچوں میں غرق دیکھ کر پوچھا "دیکھ تیرے پاس بہت وقت ہے آرام سے سوچ لے" ایاز نے اس کے انداز میں لچک دیکھ کر کہا۔ کہاں وہ بات سننے سے ہی مشتعل ہو جاتا تھا اور کہاں آج وہ اس آفر پر سوچ رہا تھا۔

"لیکن لوگوں کو پتہ چل گیا تو؟ کیا کہیں گے سب کے باپ کے مرتے ہی ان کاموں میں پڑ گیا ہے"

"گولی مار لوگوں کو۔ کیا ان میں سے کوئی ایک بھی آ کے تمہارے ساتھ کھڑا ہوا تھا؟ جب تمہیں ابا کے علاج کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی؟" ایاز کے پوچھنے پر اس کا سر خود بخود نفی میں ہل گیا۔

"تو بس پھر چھوڑ لوگوں کو۔ تم اپنی سوچو بس" ایاز کی باتوں پر وہ الجھ کر رہ گیا۔

"چل اب تُوں آرام سے سوچ۔ کل میں واپس کراچی جارہاہوں اگر ادارہ بن جائے تو میرے ساتھ ہی چل پڑنا نہیں تو ٹائم لے لے لیکن اب انکار نہیں سنوں گا میں" ایاز نے اُسے کندھوں سے تھامے کہا جس پر وہ سر ہلا تارہ گیا۔

◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈

رات کے کافی دیر گزر جانے کے باوجود مشال کو نیند نہ آئی جس پر وہ جھنجھلاتے ہوئے بیٹھ گئی۔ موبائل پر ٹائم دیکھا تو بارہ بج رہے تھے۔

"اف ابھی صرف بارہ بجے ہیں" کوفت سے موبائل واپس رکھنا چاہا لیکن پھر کسی خیال کے تحت موبائل دوبارہ اٹھالیا اور آن لائن گیم کھیلنے لگی۔ پلیرز کی سیفلنگ کے بعد گیم اسٹاٹ تھی۔ ایک سرسری نگاہ اس نے پلیرز کے نام پر ڈالی لیکن ایک نام پڑھتے اسے بے اختیار حیرت کا جھٹکا لگا اور زیرِ لب نام دہرانے لگی۔

"میجر سمیر۔۔۔میجر۔۔"

گیم شروع ہو چکی تھی لیکن وہ میجر سمیر پر ہی اٹکی تھی۔۔

"کیا یہ واقعی میجر ہے؟" ایک پل کو وہ سوچ میں پڑ گئی۔ "تم بھی نہ مشی پاگل ہو۔ ظاہر ہے میجر لکھا ہے تو میجر ہی ہو گا"

"پوچھ لیتی ہوں۔ ہاں یہ صحیح ہے" وہ سوچتے ہوئے گیم میں موجود چیٹ اوپشن کھولے ٹائپنگ کرنے لگی۔

"اسلام وعلیکم۔۔ کیا آپ میجر ہیں؟" میسج ٹائپ کرتے ہی سینڈ کا بٹن دبا دیا۔ کچھ ہی دیر میں جواب موصول ہوا اس نے جلدی جلدی میسج پڑھا۔

"وعلیکم اسلام۔۔!جی" میسج پڑھتے ہی اس کا دل بے اختیار دھڑکنے لگا۔۔ "افففف میجر" کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے پھر میسج ٹائپ کیا۔

"کیا آپ بھی آن لائن گیم کھیلتے ہیں؟"

"بکل۔۔کیا ہم گیم نہیں کھیل سکتے؟"جواب کے ساتھ ہی الٹا سوال پوچھا گیا۔

"نہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا" اس نے جلدی سے ٹائپنگ کرتے میسج سینڈ کیا۔

"محترمہ ہمارے بھی ذوق ہیں۔ہم بھی انسان ہیں کبھی کبھار ٹائم پاس کے لیے کھیل لیتے ہیں" میسج پڑتے محترمہ پر وہ مسکرادی۔ایک تو یہ آفیسرز بھی۔۔

"اوکے اب میں گیم لیو کر رہا ہوں۔میرا ٹی آور ختم ہو گیا ہے" میسج پڑتے ہی وہ جلدی جلدی میسج لکھنے لگی کہ آیا اس کے لکھنے سے پہلے ہی میجر سمیر گیم لیو نہ کر دے۔

"لیکن ابھی گیم ختم نہیں ہوئی۔کیا آپ پوری گیم نہیں کھیلیں گے؟"

"نہیں۔۔میرا ڈیوٹی ٹائم اسٹارٹ ہونے والا ہے"

"اوہ۔۔اوکے اگر پھر آپ کے ساتھ گیم کھیلنا قسمت میں ہوا تو پھر آپ سے بات۔۔۔۔"وہ ابھی میسج ٹائپ کر رہی تھی جب میجر سمیر کا میسج دیکھتے وہ اپنی ٹائپنگ اسٹاپ کرتی اس کا میسج پڑھنے لگی۔

"اوکے اب میں جارہا ہوں۔یہ میرا نمبر ہے اس پر رابطہ کر لیجئے گا۔ابھی میری ڈیوٹی آوار اسٹارٹ ہیں۔میں فری ہو کر آپ سے بات کروں گا۔اللہ حافظ "میسج پڑھتے ہی اس نے ایک دوبار نمبر دیکھا اور پھر کچھ سوچ کر نمبر نوٹ کر لیا۔

"اوکے "اس کے میسج سینڈ کرتے ہی میجر سمیر نے گیم لیو کر دی اور وہ بھی گیم بند کئے میجر سمیر کے بارے میں سوچنے لگی۔اسے میجر سمیر سے بات کر کے اچھا لگا تھا۔آرمی تو ویسے بھی اسے پسند تھی سو میجر سمیر سے بات کرنا بھلا اسے اچھا کیوں نہ لگتا؟

"زری۔۔زری۔۔میرا ناول ٹیبل پر پڑا تھا تم نے دیکھا ہے؟"مشال نے زرش کو آوازیں دیتے کیچن میں آتے پوچھا جس پر اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"نہیں میں نے نہیں دیکھا۔وہیں دیکھو وہیں ہو گا"

"میں دیکھ لیا ہے،وہاں نہیں ہے "ناول کے نہ ملنے پر روہانسی ہو گئی۔

"احمر سے پوچھا ہے؟"زری نے ہنڈیا میں چمچ گھماتے مصروف سے انداز میں کہا۔

"نہیں یہ ضرور اسی کی کارستانی ہو گی اگر آج اس نے میرے ناول کو کچھ کیا نہ تو میں نے اس کا سر پھاڑ دینا ہے" مشال غصے سے کہتی احمر کے روم کی طرف بڑھ گئی۔جبکہ زرش مسکرا دی۔اُسے بھی پتہ تھا ضرور احمر نے ہی ناول چھپایا ہو گا مشی کو تنگ کرنے کے لیے۔کیونکہ وہ اکثر موقع ملتے ہی مشال کے ناول غائب کر دیا کرتا تھا اور بدلے میں احمر اور مشال کی خوب لڑائی ہوتی۔بھلا مشال اپنے ناولز کے ساتھ کمپرومائز کیسے کر سکتی تھی؟

وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھی جب محسن بھاگا بھاگا اس کے پاس آیا۔

"پھوپھو میری ڈرائنگ دیکھو میں کتنی اچھی بنائی ہے۔"

مشال جھنجھلاتے ہوئے آگے بڑھنا چاہتی تھی پہلے وہ احمر سے حساب چکتا کرنا چاہتی تھی۔لیکن محسن کے ہاتھ میں اپنا ناول دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت کے مارے کھلی کی کھلی رہ گئی۔کیونکہ پورے پیج پر چھپکلی کا مجسمہ اس کا منہ چڑا رہا تھا۔عجلت میں اس نے آگے بڑھتے ناول محسن کے ہاتھ سے چھنپٹا اور صفحے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔ہر صحفہ آگے کرنے پر اس کے ماتھے پر شکنیں بڑھتی جا رہی تھیں۔

"یہ کس نے کیا ہے؟"مشال نے غصے سے محسن سے پوچھا اور وہ جو بخوشی یہ دیکھانے آیا تھا کہ سب دیکھا کر وہ داد وصول کرے گا لیکن مشال کو غصے میں دیکھتے پل میں سچ اُگل گیا۔

"وہ۔۔وہ۔۔احمر چاچو نے بنایا ہے۔۔۔انہوں نے کہا تھا کہ۔۔۔میں آپ کو دیکھا کر آؤں کہ یہ میں نے بنایا ہے۔۔۔آپ کو اچھا لگے گا۔۔۔"

"کہاں ہے ابھی؟"

"گارڈن میں" محسن نے اس کے غصے کو دیکھتے فوراً جواب دیا۔وہ غصے سے گارڈن کی طرف بڑھ گئی جہاں وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔آس پاس گملے اور روغن کے ڈبے اس بات کی عکاسی کر رہے تھے کہ وہ گملوں کو روغن کر رہا تھا۔ساتھ ہی کچھ فاصلے پر محسن کی راف بکس اور کچھ پینسلز پڑیں تھیں جو اس کے غصے کو مزید ہوا دینے کو کافی تھیں۔مشال غصے سے آگے بڑھتی رنگ سے بھری بالٹی اٹھائے اس کی طرف بڑھی۔۔

"احمر کے بچے تمہیں میں نہیں چھوڑوں گی" دانت پیستے اس نے بلند آواز میں کہا اور سارا رنگ اس کے اوپر اچھا دیا۔دوسری طرف وہ جو آواز پر مڑا ہی تھا سارا رنگ اس کے منہ پر گرتا اور اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ کپڑوں کو بھی رنگین کر گیا۔خود پر ایک نگاہ ڈالے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"یہ تمہاری سزا ہے بدتمیز انسان میرے ناول کا کیا حشر کیا ہے تم نے؟" وہ غصے سے کہتی اس کی طرف بڑھی۔اور وہ جو ابھی تک شاکڈ سا کھڑا تھا۔مشال کو کڑے تیورات سمیت اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر چوکنا ہو گیا۔

"ارے۔۔ارے۔۔۔مشی یہ کیا کر رہی ہو؟ رکو" اس پہلے کہ وہ ہاتھ میں پکڑی بالٹی سے اس کی دھلائی کرتی احمر کی آواز اس کے پیچھے سے گھونجی جس پر شاک کے مارے اس کا بالٹی والا ہاتھ ہلا میں ہی مقیم رہ گیا۔

"سو۔۔سوری یار۔مشی تمہیں عقل کب آئے گی؟ گھر میں آئے مہمان کے ساتھ ایسا کرتے ہیں؟" احمر نے مشال کو جھڑک دیا جبکہ وہ مخص مشال پر نظریں گھاڑے خاموش کھڑا تھا۔

"اوہ ہادی اندر چلو میں بھابھی کو بتاتا ہوں" احمر کے کہنے پر مشال اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔

"یہ ہادی ہے؟زری کا بھائی؟ہائے اللہ زری سے اب میری خیر نہیں"وہ بالٹی وہیں پھینکتی اندر کی طرف بھاگ گئی۔

احمر بھی ہادی کو لیئے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"مجھے تمہاری کال کا ہی انتظار تھا"کال کے رسیو ہوتے ہی ایاز نے ایسے کہا، جیسے اسے یقین تھا کہ وہ اُسے کال ضرور کرے گا۔

"خیر بتاؤ پھر کب آرہے ہو کراچی؟"ایاز نے خود ہی اگلا سوال داغ دیا۔

"وہ۔۔یار۔۔میں۔۔۔۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ایاز نے اس کی بات کاٹ دی۔

"دیکھ اب مزید کوئی بہانا نہیں چلے گا۔بس تو کراچی آرہا ہے تو بس آرہا ہے"

"اگلے بندے کی بات بھی سن لیا کر کہ بس اپنی ہی ہانکتا جائے گا؟"بدلے میں اس نے چڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔۔اچھا۔۔معذرت۔۔بتا اب کیا ہوا ہے؟"

"میں اس وقت کراچی میں ہوں"اس کی بات سنتے ہی ایاز اچھل پڑا"کیا تُوں کراچی میں ہے؟اور مجھے اب بتارہا ہے؟"ایاز نے حیرت سے استفسار کیا۔

"بس ابھی آیا ہوں۔بس ایک ریکویسٹ ہے۔۔۔"

"تُوں فکر ہی نہ کر۔میں کس مرض کی دوا ہوں؟تیرے رہنے کا بندوبست ہو جائے گا۔ہو جائے گا کیا بلکہ توں سمجھ ہو گیا ہے"ایاز نے ایک بات پھر اس کی بات کاٹتے اس کا مسلہ پل میں حل کر دیا۔بغیر کہے ہی وہ اس کا مسلہ جان گیا تھا۔

"تھینکیو سوچ یار میں بہت پریشان تھا کچھ دن تو میں بہن کے پاس رہ سکتا تھا لیکن مستقل ٹھکانہ نہیں تھا"اس نے مشکور ہوتے کہا۔

"توں ہمارے لیے کراچی آسکتا ہے تو ہم تمہارے لیے اتنا بھی نہ کرتے ؟" ایاز نے خوشی سے کہا اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ کراچی آچکا ہے۔ اب مشکل نہیں تھا کہ وہ اس کام پر بھی خامی بھر لیتا۔

" چل ٹھیک ہے جب رہائش کا بندوبست ہو جائے مجھے بتا دینا۔ ورنہ میں کب تک اپنی بہن کے گھر پڑا رہوں گا"

"ہاں ہاں جلد ہو جائے گا بندوبست ایک دو دن میں کال کرتا ہوں میں تجھے" ایاز نے اسے بھرپور تسلی دیتے کہا۔

" چل ٹھیک ہے میں رکھتا ہوں "

"ٹھیک ہے تُوں آرام کر" ایاز کے کہنے پر اس نے کال بند کر دی۔

کراچی آنے اور اس جاب کو کرنے کے لیے وہ تیار تھا۔ جانے یہ جاب اس کی زندگی پر کیا اثر ڈالنے والی تھی۔ یہ جاب بھی اس کی قسمت بدل پائے گی یا نہیں وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ بس وہ اپنے دل کو اس جاب کے لیے آمادہ کر چکا تھا۔ اس کے لیے یہی کافی تھا کہ کم از کم اب اسے مزید دفتروں کے دھکے نہیں کھانے پڑیں گے۔

"پھوپھو ماما کہہ رہی ہیں، جلدی سے نیچے آجاؤ کھانا کھالو" محسن نے اس کے کمرے میں آتے زرش کا پیغام اس تک پہنچایا۔ وہ تب سے اپنے کمرے میں چھپی بیٹھی تھی کہ زرش اور رضا سے اسے ضرور ڈانٹ پڑے گی. اس نے ہادی کے آتے ہی اس کا کیا حال بنا دیا تھا۔ اسی لیے وہ ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"اچھا آتی ہوں تم جاؤ" اس نے محسن کو بھیجنا چاہا لیکن محسن کو وہاں سے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر اکتائے ہوئے لہجے میں جانے کو کہا۔

" جاؤ بھی کہا نا آرہی ہوں "

"میں تب تک نہیں جاؤں گا جب تک آپ میرے ساتھ نیچے نہیں جاؤ گی۔ ورنہ ماما نے مجھے اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر کے چکر لگواتے رہنا ہے" محسن کے کہنے پر ناچار اسے اٹھنا ہی پڑا۔ محسن صحیح کہہ رہا تھا جب تک وہ نیچے نہ

چلی جاتی زرش نے محسن کے چکر لگواتے رہنا تھا۔ وہ خود کو ڈانٹ سننے کے لیے تیار کرتی نیچے ڈائنگ میں آگئی، جہاں سارے گھر والوں کے ساتھ وہ بھی براجمان تھا۔۔ مارے شرمندگی کے اس نے ایک نظر اٹھا کر بھی ہادی کو نہ دیکھا۔

"آؤ بیٹھو مہمان کی اب کیا خدمت کرو گی؟" اس کے آتے ہی احمر نے جملہ کسا۔ جو مشال کو سیخ پا کر گیا، دل تو کیا کھڑی کھڑی سنا دے پر وہ رضا کی مزید ڈانٹ سے بچنے کے لیے ضبط کرتی اپنی چیئیر پر بیٹھ گئی۔

"لو نہ کچھ لے کیوں نہیں رہی؟" زرش نے اُسے ویسے ہی بیٹھے دیکھ کر نارمل انداز میں کہا۔

"ارے بھابھی یہ کیا لے گی؟ یہ ابھی سوچ تو لے کہ اب اگلے قدم پر ہادی کے ساتھ کیا کرنا ہے" احمر نے پھر سے مشال کو چھیڑا لیکن مشال رضا کی موجودگی کی وجہ سے خاموشی اختیار کیے محض زہر آلود نظروں سے احمر کو گھورنے پر اکتفا کیا۔

"سچ پوچھو تو جب بھی ہادی کا چہرہ میری نظروں کے سامنے گھوم جاتا ہے میری ہنسی کنٹرول کرنا محال ہو جاتا ہے" زرش نے ہنستے ہوئے کہا "میں تو پہچان ہی نہ پائی تھی کہ یہ ہادی ہے۔ جیسے مشی نے رنگین ہادی بنا دیا" زرش کی بات پر سب کا قہقہہ فضا میں ابھرا سوائے مشال کے۔ مارے شرمندگی سے وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی۔

"اور آپ کو پتا ہے بھابھی مجھے بھی پہلے سمجھ نہ آئی کہ یہ ہماری مشی کس کی بالٹی سے دھلائی کرنے لگی ہے وہ تو ایک دم میں نے ہادی کے کپڑوں سے پہچانا جو کچھ رنگین ہونے سے محفوظ تھے" احمر کے کہنے پر مشال کی تیوریاں چڑھتی جا رہیں تھیں لیکن یہاں پرواہ کسے تھی؟

"ویسے آپی میں یہاں آپ کو سرپرائز دینے آیا تھا لیکن مجھے کیا پتہ تھا آپ لوگوں نے بھی میرے لیے ایک عدد سرپرائز ارینج کیا ہے" تب سے خاموش بیٹھے ہادی نے بھی مشال کی حالت سے خط اٹھاتے احمر اور زرش کا ساتھ دیا۔

"پھر کیسا لگا میری گڑیا کا سرپرائز؟" رضا نے شرارت سے مشال کو دیکھا۔ جس کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو چکا تھا۔ ایک تو پہلے ہی اپنے رویے پر شرمندہ تھی اوپر سے ان سب کی باتیں اس کی شرمندگی میں اضافہ کر رہی تھیں۔

"اچھا چھوڑیں اب کھانا کھائیں" زرش نے سب کو ٹوکتے ہوئے مشال کی طرف اشارہ کیا جس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ جن کو چھپانے کے لیے وہ اپنا سر جھکائے اپنی چیئر سے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن اس سے پہلے کہ وہ تیزی سے وہاں سے چلی جاتی ساتھ بیٹھے رضا نے اس کا ہاتھ تھامے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

"بیٹھ جاؤ واپس" رضا کے کہنے پر وہ ربورٹ کی طرح واپس بیٹھ گئی لیکن آنسو باقاعدہ جھلکنے لگے۔

"میں نے۔۔ جان بوجھ کر۔۔ نہیں کیا۔۔ تھا۔۔ مجھے لگا۔۔۔ احمر ہے۔۔" مشال نے آنسوؤں سمیت اپنی صفائی میں کہنا چاہا۔

"ہم جانتے ہیں کہ ہماری مشی جان بوجھ کر ایسا کر ہی نہیں سکتی" رضا نے اس کے آنسو صاف کرتے رسانیت سے کہا۔

"اس کے باوجود آپ لوگ میرا مذاق بنا رہے تھے؟" اس نے حیرت سے رضا کو دیکھا۔

"یار ہم بس تمہیں تنگ کر رہے تھے مذاق تھوڑی بنا رہے تھے" زرش نے اس کے پاس آتے کندھوں سے تھامتے کہا۔ جس پر خفگی سے اس نے زرش کو دیکھا۔

"تمہارا دل چڑیا سے بھی چھوٹا ہے۔ جس طرح تم مجھ سے جھگڑتی تھی میں تو سمجھا تھا میری بہن کے پاس خاصا بڑا دل ہے جو اپنے ننھے سے۔۔ چھوٹے سے بھائی کے ساتھ لڑنے کو تیار ہو جاتی ہے۔ لیکن افسوس تم بس لڑاکا خاتون ہو" احمر کو جیسے بے حد افسوس ہوا تھا۔

"میں جھگڑتی ہوں تم سے۔۔؟ کبھی اپنی حرکتیں دیکھیں ہیں؟" اس نے واپس اپنے ٹون میں آتے حیرت سے کہا" آج بھی تم نے میرا ناول خراب کر دیا" مشال کا واپس اپنے ناول کا غم تازہ ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ مشال اپنے ناول کو کھو دینے کا دکھ رضا کے گوش گزارتی۔ ہادی نے مداخلت کرتے اس کی بات کاٹ دی۔

"اگر مس مشال جہانگیر آپ کی اجازت ہو تو ہم کھانا کھالیں؟ باقی کی روداد آپ رضا بھائی کو پھر سنا لیجئے گا"

ہادی کی بات پر مشال نے ہادی کو دیکھتے آنکھیں گھامالی "ہونہہ بھوکا راستے سے کھا کر نہیں آسکتا تھا؟ مجھے اپنا دکھ بھی باٹنے نہیں دیا" مشال خود کلامی کرتی خاموشی سے اپنی پلیٹ میں چاول نکالنے لگی۔ باقی سب بھی کھانا کھانے لگے جس پر وہ ایک نظر مشال پر ڈالتا مسکراتے ہوتے اپنی پلیٹ پر جھک گیا۔

رات کو وہ بستر پر سونے کے لیے لیٹی تھی جب ایک دم سے کسی خیال کے تحت اٹھ بیٹھی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہوا موبائل اٹھالیا۔ کچھ سیکنڈ اسکرین پر انگلیاں گھمانے کے بعد ایک نمبر اس کی آنکھوں کے سامنے جھگمگانے لگا۔

"ایم... ایس" اس نے زرلب دہرایا۔ دل کی دھڑکنوں میں تیزی سما گئی۔

"کیا میں میسج کروں؟" سوچتے ہوئے میسج کرنا چاہا لیکن پھر کچھ سوچ کر رک گئی۔

"لیکن بات کیا کروں گی؟"

"کیا میجر سمیر اس وقت فارغ ہونگے؟" اس نے موبائل ہاتھوں میں لیے سوچا۔ میجر سمیر کا نمبر اس نے "ایم ایس" کے نام سے سیو کیا تھا۔

"میسج کر کے پوچھتی ہوں" یہ خیال آتے ہی میسج کرنے لگی "لیکن وہ مجھے پہچانے گے کیسے؟ اپنا تعارف کیسے کرواؤنگی؟" وہ سوچ میں پڑ گئی۔ لیکن پھر کسی خیال کے تحت "ہیلو" کا میسج سینڈ کر دیا۔ ایک دو منٹ کے بعد ہی میسج کی

ٹیون بج اٹھی۔ میسج بھیجنے والے کا نام پڑتے ہی اس کے دل کی رفتار مزید تیز ہو گئی کہ ابھی پسلیاں توڑ باہر آجائے گا۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ میسج پڑھا۔

"ہو(who)" کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔

"میں مشال۔۔" دو لفظی جواب سینڈ کیا۔ "لیکن کیسے پتہ چلے گا کہ میں ہوں؟" ساتھ ہی جلدی سے ایک اور میسج لکھ بھیجا۔

"آپ کے ساتھ گیم کھیلی تھی۔ آپ نے نمبر دیا تھا مجھے"

"اوہ آئی سی۔۔" کچھ توقف کے بعد اسے میجر سمیر کا میسج رسیو ہوا۔ لیکن ایک بار وہ پھر الجھ گئی "اب آگے کیا میسج کروں؟" لیکن اس کو مزید نہ سوچنا پڑا جبھی میجر سمیر کا دوبارہ میسج وصول ہوا۔

"کیسی ہیں مس مشال؟" میسج پڑھتے ہی ایک مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔

"میں ٹھیک آپ کیسے ہیں؟" بدلے میں اس نے بھی خیریت دیافت کی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ کیا کرتی ہیں؟"

یوں ہی باتوں سے باتیں چل پڑیں۔ ایک دوسرے کے بارے میں تعارف کروانے لگے۔ جبھی وقت کے گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا جب بے دھیانی سے اس کی نظر سامنے وال کلاک پر پڑی جو رات کے دو بجنے نوید سنا رہی تھیں۔

"او کے میجر سمیر۔ کل میرا یونیورسٹی میں پہلا دن ہے۔ رات کافی ہو گئی ہے" اس نے جلدی جلدی ٹائپنگ کرتے سینڈ کا بٹن دبا دیا۔

"او کے اللہ حافظ کل بات ہو گئی" میجر سمیر کا میسج پڑھتے ہی اس نے مسکراتے ہوئے موبائل واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ اور خود بیڈ پر لیٹے میجر سمیر اور اس سے ہونے والی بات کر سوچتے مسکرا دی۔ لیکن پھر صبح جلدی اٹھنے کا تصور کرتے ہی آنکھیں موندلیں۔

"آپی رضا بھائی کے کہنے پر میں یہاں آ تو گیا تھا لیکن اب میں چاہتا ہوں کہ اب میں یہاں سے شیفٹ ہو جاؤں۔ میں نے اپنے رہنے کا بندوبست بھی ایک ہوٹل میں کر لیا ہے" رضا تو آفس چلے گئے تھے، احمر بھی کام کے سلسلے میں جا چکا تھا اور مشال بھی یونیورسٹی روانہ ہو چکی تھی۔ اس وقت زرش ناشتہ کرنے میں مگن تھی جب موقع کو غنیمت جانتے ہادی نے زرش کو مخاطب کیا۔

"کیا؟ ابھی چند دن تمہیں یہاں آئے ہوئے ہیں اور تم یہاں سے جانے کا کہہ رہے ہو۔ کسی نے کچھ کہا ہے؟" زرش نے ناشتے سے ہاتھ روک کے اسے کھوجنا چاہا۔

"ارے یار مجھے کسی نے کیا کہنا تھا؟ مجھے اچھا نہیں لگ رہا بہن کے گھر ڈیرہ جمانا۔ میں کچھ دن ہوٹل میں رہوں گا تب تک گھر کا بندوبست ہو جائے گا" آخر اس نے اپنے دل کی بات کہہ ہی دی۔

"کیسی باتیں کرتے ہو ہادی۔ رضا کو پتہ چل گیا تو ان کو بُرا لگے گا کہ انہوں نے کتنے مان سے تمہیں یہاں رہنے کو کہا تھا اور تم ہوٹل میں رہنے کا سوچ رہے ہو؟" اس نے خفگی سے ہادی کو دیکھا۔

"آپی ہمیشہ تھوڑی رہوں گا۔ جب تک گھر کا بندوبست نہیں ہو جاتا" اس نے اپنی صفائی میں کہنا چاہا۔

"مزید مجھے کچھ نہیں سننا۔ جب رضا آ جائیں تو خود ان سے بات کر لینا" زرش صاف ہری جھنڈی دیکھاتی برتن سمیٹنے لگی۔

"لیکن یار میری سچوئشن کو بھی سمجھو۔ کیا اچھا لگتا ہے؟ بھائی، بہن کے گھر آ کر رہے۔ ایک دو دن تک تو ٹھیک ہے لیکن اتنے دن میں مزید نہیں رہ سکتا۔۔۔۔"

"بہن کا گھر ہے کسی غیر کا نہیں ہے" زرش نے اس کی بات ٹوک دی۔

"اگر تمہیں اکیلا ہی رکھنا ہوتا تو تمہیں لاہور کی بجائے یہاں کیوں آنے کا کہتے؟ اور رہی بات گھر لینے کی تو وہ بعد کا مسلہ ہے جب تمہاری شادی ہو جائے گی تب لے لینا گھر، بلکہ میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر خود جانے کو کہہ دوں گی" زرش نے گویا بات ہی ختم کر دی اور برتن اٹھائے کیچن کی طرف بڑھ گئی۔

"اچھا پھر چائے ہی پلا دو آپی، یا، وہ بھی میری شادی کے بعد ہی پلاؤ گی؟" اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے کیچن کی طرف منہ کرتے بیزاری سے بلند آواز میں کہا۔

"دل تو یہی کر رہا ہے پر کیا یاد کرو گے۔ لا رہی ہوں" زرش نے کیچن سے ہی جواب دیا

"نوازش ہے آپ کی" ہادی کے کہنے پر وہ مسکرا دی اور ساتھ ہی چولہے پر چائے چڑھا دی۔

❂❂❂❂❂❂❂❂❂❂❂❂

"چھوڑو میرا ناول" مشال نے ابھی لاؤنج میں قدم رکھا ہی تھا جب اس کی نظر سامنے ہادی پر پڑی جو اس کا ناول الٹ پلٹ کر دیکھنے میں مگن تھا۔ وہ فٹ سے آگے بڑھتی ناول اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ جس پر وہ خیرانگی سے مشال کو دیکھنے لگا۔ جو ابھی ابھی یونیورسٹی سے واپس آئی تھی۔

"میں تو بس ایسے ہی دیکھ رہا تھا" اس نے اپنی صفائی میں کہا۔

"دیکھو۔۔ تم یہاں پر جو مرضی کرو۔ لیکن خبر دار جو میرے ناولوں کو چھوا بھی تو" اس نے انگلی سے وارن کرتے کہا۔

"کیوں تمہارے ناول میں بھی تمہاری طرح کرنٹ ہے؟" اس نے اپنی مسکراہٹ چھپائے بظاہر سنجیدگی سے پوچھا۔

"مجھ میں کرنٹ ہے یا نہیں مجھے نہیں پتہ۔ ہاں جو میرے ناولز کو ہاتھ بھی لگائے گا تو میں اس کو ضرور اٹھا کر بجلی کی تاروں کے ساتھ باندھ دوں گی۔ پھر سوچتے رہنا کرنٹ تاروں میں تھا یا مجھ میں"

"ویسے لگتا تو نہیں ہے کہ تم میں اتنی بھی جان ہو گی کہ یہ ٹیبل اٹھا کر وہاں تک رکھ سکو گی اور تم بات کر رہی ہو مجھے اٹھانے کی" ہادی نے جلا دینے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے کہا جو مشال کے غصے کو مزید ہوا دینے کا باعث بنی۔

"دیکھو مسٹر اس گھر میں رہنا ہے تو مجھ سے پنگا نہ لینا۔ ورنہ۔۔۔"

"ورنہ آپ مجھے اٹھا کر بجی کی تاروں سے باندھ دیں گی۔ یہی نا؟" ہادی نے اس کی بات کاٹتے مذاق اڑیا۔۔ اسے مشال کا غصہ مزہ دے رہا تھا۔

"کیا باتیں چل رہی ہیں؟" مشال کے جواب دینے سے پہلے ہی احمر نے اس طرف آتے پوچھا۔

"مشال کہہ رہی ہیں کہ وہ مجھے بجلی کی تاروں کے ساتھ باندھ دیں گی تا کہ میں سوچ سکوں کرنٹ تاروں میں ہے یا ان میں" ہادی نے شرارت سے مشال کو دیکھتے کہا جس کا چہرہ غصے سے سرخ انگارہ ہو رہا تھا۔

"لو بھلا اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔ ہماری مشی بجلی کی تاروں کو بھی کرنٹ کے جھٹکے لگا دیتی ہے۔ اور تو اور اس میں اس قدر کرنٹ بستی ہے کہ پورے پاکستان کو روشن کر دے" احمر کی بات پر جہاں ہادی کا قہقہا فضا بلند ہوا وہیں مشال مشتعل ہو گئی۔

"پاکستان کو تو بعد میں روشن کروں گی پہلے تمہیں کرتی ہوں" مشال بازو میں لٹکا بیگ صوفے پر پھینکتی احمر کی طرف بڑھی لیکن وہ اس کا ادارہ بھانپتے پہلے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔

"دیکھو مشال میں انسان ہوں مجھے کرنٹ کی ضرورت نہیں ہے" احمر صوفے کے گرد بھاگتے مشال کو تنگ کرنے سے پھر بھی باز نا آیا۔

"وہ ابھی پتہ چلے گا" مشال نے کہتے ہی ٹیبل پر پڑا ریموٹ اٹھالیا اور کھینچ کر احمر کی طرف پھینک مارا، لیکن ہائے رے قسمت! وہ سیدھا احمر کے پیچھے کھڑے ہادی کے ماتھے پر جا لگا۔ جو مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اس نے بے اختیار ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھ لیا۔

"اوہ تیری یہ کیا کر دیا مشی" احمر فوراً ہادی کی طرف بڑھا جبکہ وہ اپنی جگہ ندامت سے ساکت رہ گئی۔

"کیا ہوا اتنا سنجیدہ ماحول کیوں بنا رکھا ہے؟" رضا جو آفس سے ابھی آئے تھے سامنے تینوں کو باری باری دیکھتے استفسار کیا۔

"ہادی تمہیں کیا ہوا ہے؟" انہوں نے ہادی کو دیکھتے پوچھا جس نے ماتھے پر ہاتھ رکھا تھا اور احمر زخم دیکھنے میں مگن تھا کہ زیادہ چوٹ تو نہیں آئی۔ ہادی نے احمر کو اشارہ کرتے کچھ کہا۔

"کچھ نہیں بھائی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ہادی کے سر میں جوئیں تو نہیں آ گئیں" احمر نے دانتوں کی نمائش کی جبکہ ہادی نے اسے ایک نظر گھورا۔

"تم لوگ بھی پاگل ہو۔۔" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ خوش تھے کہ ہادی سب کے ساتھ گھل مل گیا تھا" خیر مشال مجھے ایک گلاس پانی پلا دو" رضا نے بت بنی مشال کو مخاطب کیا جس پر وہ بڑبڑا کر کیچن کی طرف بڑھنے لگی۔

"ایک گلاس پانی خود بھی پی لینا یہ ہی نہ ہو میرے سر چڑھ کر اللہ کو پیاری ہو جاؤ" پاس سے گزرتی مشال کا ہادی نے مذاق آڑایا، جس پر احمر نے بہ مشکل اپنا قہقہہ روکا جبکہ مشال غصے سے دونوں کو گھورتی کیچن میں چلی گئی۔

◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈◈

"ہاں یار بتاؤ کیسا لگا اپنا کراچی؟" ایاز نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے پوچھا۔ جس پر وہ مسکرا دیا۔ وہ دونوں اس وقت ساحل سمندر کے کنارے بیٹھے تھے۔ سمندر کی لہریں جب پاؤں سے ٹکراتی تو ایک خوشگوار تاثر چھوڑ جاتیں۔

"اچھا ہے"

"بس اچھا ہے؟ مجھے تو لگا اب تم کراچی کی شان میں قصیدے پڑھنے لگو گے لیکن تم کہہ رہے ہو بس اچھا ہے؟" ایاز کو جیسے افسوس ہوا۔

"اچھااب بتاؤ میں کراچی آتو گیا ہوں۔ تم نے مجھے کیا صرف کراچی کی سیر کرنے کے لیے فیصل آباد سے یہاں پر بلایا ہے؟" اس نے ایاز کو کھوجنے کی کوشش کی۔

"نہیں۔۔کام بھی کرواؤں گا۔ میں نے سوچا پہلے سیر کروادوں تمہارے دماغ کو کچھ ہوا لگے گی تو اچھا سوچنے کے قابل ہو جاؤ گے"

"مجھے کام کیا کرنا ہو گا؟" اس نے بات ایاز کی بات کو نظر انداز کرتے پوچھا۔

"یہ وقت آنے پر بتادوں گا۔ تمہیں جلدی کس بات کی ہے؟ ابھی بس تم ان آزادی کے دنوں سے مزے لوٹو۔"

"لیکن پھر بھی۔ کیا مجھے تمہارے والا کام کرنا ہو گا؟" اس نے ایک چھوٹا سا پتھر اٹھاتے پانی میں پھینکا۔

"بلکل۔۔ہم دونوں پارٹنر شپ پر کام کریں گے۔ مجھے ایک پارٹنر کی ضرورت تھی اور تمہیں کام کی تو بس دونوں کا برابری کا حصہ ہو گا" ایاز نے اس کی طرف مسکراہٹ اچھالتے کہا۔

"لیکن تم نے بطورِ پارٹنر مجھے ہی کیوں چنا؟" اس نے الجھن بڑی نگاہوں سے ایاز کی طرف دیکھتے پوچھا جیسے سچ اور جھوٹ کا تعین کرنے کی کوشش کی۔

"میں بتایا ہے تمہیں مجھے پارٹنر کی ضرورت تھی۔ میں اکیلا اس کام کو نہیں چلا پا رہا تھا اس طرح ہم دونوں مل کر یہ کام کریں گے۔ جب خواب دونوں کا ایک ہے یعنی پیسہ تو مل کر تعبیر حاصل کرنے میں کیا خرج ہے؟" ایاز کے لہجے میں اُسے کوئی کھوٹ نظر نہ آئی۔

"ہوں" اس نے ہنکارا ابھرنے پر اکتفا کیا۔

"اچھا بتاؤ کب سے کام شروع کرنا چاہو گے؟" ایاز نے اس کی مرضی جاننا چاہی۔

"جب تم کہو۔بس مجھ سے اب یہ بھوکوں کی زندگی نہیں گزاری جاتی۔اس لیے جتنی جلدی ہو میں کام شروع کرنے کے لیے تیار ہوں۔میں خود کو وقت کی دھار پر چھوڑ چکا ہوں اب وقت جہاں لے جائے گا میں چل پڑوں گا" اس نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔

"چلو ٹھیک ہے میں تمہیں فون پر بتا دوں گا کہ کب سے کام شروع کرنا ہے۔تب تک تم یہ آزادی کے دن گزارو" ایاز کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں چلتا ہوں مجھے کچھ کام ہے۔تم ٹھنڈے پانی میں بیٹھو اور ریلیکس کرو۔کسی بھی الجھن میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے" ایاز اس کا کندھا تھپتھپاتا ہوا وہاں سے چلا گیا جبکہ وہ سمندر میں اٹھتی لہروں کو دیکھنے لگا۔

وہ اپنی بکس میں سر دیئے بیٹھی تھی۔جب اس کے موبائل میں میسج ٹیون بجی۔اس نے پینسل وہیں رکھتے ہاتھ بڑھا کر بکس کے سائیڈ پر پڑا موبائل اٹھایا۔اسکرین پر "ایم۔ایس" کے الفاظ جھلملا رہے تھے۔فٹ سے میسج اوپن کیا۔

"اسلام وعلیکم فری ہو؟" میسج پڑھتے ایک نظر اس نے سامنے پڑی بکس پر ڈالی اور دوسری ہاتھ میں پکڑے موبائل پر۔پھر کچھ سوچ کر میسج ٹائپ کرنے لگی۔

"وعلیکم اسلام۔جی میں فری ہوں،سب خیریت؟" میسج سینڈ کرتے ہی اس کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔لیکن یہ انتظار محض چند سیکنڈ کا ہی تھا جب دوبارہ میجر سمیر کا میسج وصول ہوا۔

"ہاں سب خیریت ہے۔بس میں فری تھا۔سوچا تم سے بات کر لی جائے،اگر تمہیں بُرا نہ لگے تو۔۔"

"مجھے بھلا بُرا کیوں لگے گا؟" اس نے الٹا سوال کر دیا۔

"اچھا کیا کر رہی تھی؟" اس کے جواب کی بجائے سوال پوچھا گیا۔

"کچھ بھی نہیں یونیورسٹی اسٹارٹ ہے بس پڑھ رہی تھی"

"اوہ۔۔ڈسٹرب تو نہیں کیا میں نے؟ نہیں تو پھر بات ہو گی تم پڑھ لو"

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ میں یونیورسٹی کا کام کمپلیٹ کر چکی ہوں"

"ویری گڈ۔"میجر سمیر کا میسج پڑھتے وہ مسکرا دی۔

"ایک دل میں چھوٹی سی خواہش تھی اگر تم مائینڈ نہ کرو تو کہنے کی اجازت ہے؟"کافی دیر باتوں کے میجر سمیر کا میسج وصول ہوا۔ جس پر الجھ گئی۔

"کیا بات ہو سکتی ہے؟"کچھ سوچ کر اس نے اجازت دے ہی دی۔

"میں آپ کی آواز سننا چاہتا ہوں، کچھ سیکنڈ کے لیے کال کر لوں پلیز۔ یہ اس دل کی چھوٹی سی خواہش ہے۔ پلیز رد نہ کرنا" اجازت ملتے ہی التجایا میسج وصول ہوا جس کو پڑھ کر ایک پل کو وہ الجھ گئی۔ اس ٹائم کال کرنا مناسب نہیں لگ رہا تھا۔ جب گھر کے سب افراد اپنے اپنے کمروں میں نیم دراز تھے لیکن اس کے علاوہ اور کوئی مناسب وقت بھی نہیں تھا اگر رزش کو معلوم ہو جاتا تو ایک نئی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا۔ اسی لیے اس نے کال کرنے کی اجازت دے دی۔ جس کے جند سیکنڈ بعد ہی اسکرین "ایم۔ایس کالنگ" سے جھگمگا اٹھی، جس سے اس کا دل بھی بے اختیار دھڑکنے لگا۔ خود پر قابو پاتے اس نے کال ریسیو کر لی۔ لیکن بولی کچھ نہیں۔

"ہیلو۔۔! بول کیوں نہیں رہی؟"کافی دیر اس کے کچھ نہ بولنے پر سوال داغا گیا۔

"یار میں نے تمہاری خاموشی سننے کے لیے تو نہیں کہا تھا"میجر سمیر کا خفگی بھرا لہجہ موبائل سے گھونجا۔

"اوکے میں کال بند کر رہا ہوں، اگر کچھ نہیں بولنا تو"اس کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی وہ جو نروس سی ناخن منہ میں ڈالے بیٹھی تھی فٹ سے بول اٹھی۔

"کیا بولوں؟ سمجھ نہیں آرہی"دوسری طرف سے قہقہا بلند ہوا لیکن پھر دوبارہ اس سے گویا ہوا۔

"بس اتنی سی بات؟"

"جی" یک لفظی جواب دیا وہ اب بھی نروس تھی۔

"چلو کوئی بات نہیں میں باتیں کرلیتا ہوں تم ان کے جواب دے دو۔ آہستہ آہستہ تم کمفرٹیبل ہو جاؤ گی" اس نے جیسے مسلہ ہی ختم کر دیا ہو۔ جس پر وہ باتیں کرنے لگے اور باہر رات کی تاریکی گہری سے گہری ہونے لگی۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

"کیا ہوا کالج نہیں جانا کیا؟" زرش نے اسے آرام سے ناشتہ کرتے دیکھ کر پوچھا۔ اس وقت زرش، ہادی اور مشال ہی ناشتے کی ٹیبل پر تھے احمر اور رضا اپنے کاموں کو نکل چکے تھے۔

"نہیں ناشتہ کرنے کے بعد میں سوؤں گی" اس نے یوں ہی ناشتہ کرنے کے دوران کہا۔

"کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" زرش نے فکرمندی سے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ جبکہ ہادی نے بس ایک نظر دیکھنے پر ہی اکتفا کیا۔

"بس سر میں درد ہے۔ رات دیر سے سوئی تھی" بے دھیانی میں اس کے منہ سے پھسل گیا۔

"کیوں؟ دیر سے کیوں سوئی تھی؟" زرش نے حیرانی سے دریافت کیا۔

" وہ۔۔۔ یون۔۔ یونیورسٹی کا کام کر رہی تھی۔" اس نے اٹکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاہاہا۔۔ ابھی یونیورسٹی اسٹارٹ ہوئی ہے اور تمہارا یہ حال ہے، آگے پتہ نہیں کیا بنے گا" زرش نے مسکراتے ہوئے کہا جس پر وہ محض ہنس دی۔

"چلو ٹھیک ہے ناشتہ کرنے کے بعد تم آرام کرلینا۔ اور ہادی تمہارے کام کا کیا بنا؟" زرش نے مشال کو ہداہت دیتے ہادی کو مخاطب کیا۔

"کچھ نہیں آپی ابھی کوشش کر رہا ہوں۔ ایک دو کمپنی میں اپلائے کیا ہے۔ ایک دو دن تک جواب مل جائے گا۔ نہیں تو اپنا کوئی کاروبار شروع کروں گا" اس نے تفصیلاً جواب دیا۔

"ہوں۔۔میں تو کہتی ہوں تم رضا کے ساتھ ہی ان کا آفس جائن کر لو۔رضا بھی کہہ رہے تھے "زرش کی بات پر ایک سرسری نظر اس نے خاموشی سے ناشتہ کرتی مشال پر ڈالی۔

"نہیں آپی پہلے میں خود سے ایک کوشش کروں گا"

"دیکھو ہادی رضا کا کہنا ہے کہ جب تم ان کے د۔۔۔۔"

"اچھا مجھے دیر ہو رہی ہے میں چلتا ہوں"ہادی سرعت سے زرش کی بات ٹوکتے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

"اوکے زرش میں بھی اپنے کمرے میں جا رہی ہوں"مشال بھی اپنا ناشتہ مکمل کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلو ٹھیک ہے۔میں محسن کے ہاتھ تمہارے لیے ٹیبلٹ بھجواتی ہوں ان کو یاد سے کھا لینا"زرش نے محبت سے اس کی طرف دیکھتے کہا۔

"تھینکیو زری"جواباً وہ بھی مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"ہاں تو آج سے تمہارا کام شروع۔میں تمہیں تفصیلات بتا دیتا ہوں"ایاز نے اسے کہتے ویٹر کو اپنی طرف کا اشارہ کرتے بلایا اور آڈر لکھوانے لگا۔

"بتاؤ کیا کرنا ہو گا مجھے؟"

"تمہیں لڑکیوں کو پھانسا ہو گا"ایاز نے اس کی نظروں میں جھانکتے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن کیسے؟"اُسے جان کر کوئی حیرانی نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ تھوڑا بہت ایاز کے کام سے آگاہ تھا۔

"اپنی اس گڈلکنگ پرسنالٹی سے"ایاز نے ایک نظر اس کے سراپے پر ڈالتے کہا جو بلیک کلر کی پینٹ شرٹ میں ملبوس اچھا خاصا خوبرو لگ رہا تھا۔

"اب کیا میں کل کو کلچرز کے باہر کھڑا لڑکیوں کو تاڑنا شروع کر دوں؟ یا چھچھوڑے پن کا مظاہرہ کرتے سب سے کہوں مجھ سے دوستی کرو گی؟" اس نے جل کر کہا جس پر ایاز کا قہقہا اس کی سماعتوں سے ٹکرایا تو اس نے ایاز کو گھورا۔

"ارے ایسا نہیں کرنا۔ ایک دو سم نکلواؤ اور ایک لسٹ میں تمہیں نمبرز کی بنوا کر دوں گا۔ سب پر ٹرائے کرنا جو بھی لڑکی کام کی مل جائے۔ اور ویسے بھی آج کل تو انٹرنیٹ پر اتنی مل جاتی ہیں" اس نے آنکھ کا کونا دباتے کہا۔

"بس ان سے چیٹنگ کرنی ہے؟" اس نے حیرت سے پوچھا اس سے بھلا انکو کیا فائدا ہونا تھا۔

"نہیں گرلز کی اسمگلنگ کا کام کرنا ہے اور۔۔۔" ویٹر کے آجانے سے اس کی بات بیچ میں ہی رہ گئی۔

"فلحال اتنا کرو کہ لڑکیوں سے کانٹیکٹ کرو باقی کام میں بعد میں سمجھا دوں گا" ایاز نے اپنی پلیٹ میں کھانا نکالتے کہا۔

"لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ کوشش کرنا لڑکیاں متوسط طبقے کی ہوں" ایاز کے کہنے پر اس نے سر ہلا دیا۔

"اچھا اب کھانا کھاؤ" ایاز نے اسے ایسے ہی بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"یار ہم اسمگل کیسے کریں گے؟ اور اگر پولس کو خبر ہو گئی تو؟" اس نے پریشانی سے ایاز کو مخاطب کیا۔

"ہو جائے خبر پرواکسے ہے؟ جن کے لیے میں کام کرتا ہوں وہ پولس کو جیب لیے گھومتے ہیں اور باقی کا کام ہمیں ہوشیاری سے کرتے کوئی بھی ثبوت نہیں چھوڑنا ہو گا۔ بس مسلہ یوں ختم" ایاز نے بائیں ہاتھ سے چٹکی بجاتے کہا۔

"کس کے لیے کام کرتے ہو تم؟"

"یہ وقت آنے پر بتا دوں گا بس اتنا جان لو کہ وہ کسی کے لیے کام نہیں کرتا لیکن سارے اس کے لیے کام کرتے ہیں"

"دیکھ لو ایاز یہ ہی نہ ہو کہ پیسے کی لالچ میں یہ جو آزادی ہے اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں"

"میرے ہوتے تم ٹینشن کیوں لے رہے ہو؟ ایک بار بھروسہ کر کے دیکھو۔ میں اتنے سالوں سے یہ کام کر رہا ہوں آج تک کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔ آگے بھی نہیں ہو گی" ایاز کے تسلی بھرے انداز پر وہ کچھ مطمئن نظر آنے لگا۔

"چلو کھانا تو کھاؤ۔ باقی باتیں بعد میں سوچ لینا" ایاز کے کہنے پر وہ بھی اپنی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا

"کیا کر رہی ہو یہاں؟" احمر اور ہادی باہر سے اندر آرہے تھے لیکن سامنے اسے دروازے سے باہر جھانکتے دیکھ کر احمر نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"میں اور محسن کھیل رہے تھے ہماری بال باہر چلی گئی ہے، وہیں لینے جارہی ہوں" اس نے باری باری دونوں کو دیکھتے وضاحت دی۔

"خبردار جو آئیندہ ایسے ہی منہ اٹھا کر باہر گئی۔ اندر جاؤ" احمر نے غصے سے اسے ڈانٹ دیا جس سے مشال کا چہرہ خفت سے سرخ ہو گیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ میں پہلے کب منہ اٹھائے باہر جاتی ہوں؟" اس نے بھی غصے سے کہا۔

"اچھا چھوڑو تم لوگ کیا دروازے کے پاس جھگڑا شروع کر کے بیٹھ گئے ہو۔۔ مشال تم بھی۔۔" ہادی نے دونوں کو غصے میں دیکھ کر بات کو رفع دفع کرنا چاہا۔

"تم بیچ میں نہ بولو۔ آئی سمجھ" مشال نے اپنا غصہ ہادی پر نکالتے اس کی بات کاٹ دی۔ اسے ہادی کی مداخلت ذرہ پسند نا تھی۔

"بدتمیزی سے بات نہ کرو ہادی کے ساتھ۔۔۔ اندر جاؤ" جانے کیوں احمر کا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا۔ مشال بھی بغیر مزید بات کیے غصے سے اپنے کمرے میں چلی گئی

-

-

-

"محسن جاؤ مشی کو بلالاؤ کھانا کھالے آکر" زری نے رات کا کھانا ٹیبل پر لگاتے محسن کو بھیجا۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔

"پھوپھو کہہ رہی ہے انہیں بھوک نہیں ہے" محسن نے واپس نیچے آتے مشال کا پیغام دیا۔

"دوپہر کو بھی یہی کہہ دیا بھوک نہیں ہے" زرش کو فکر ہونے لگی "اچھا تم بیٹھو میں خود بلا کر لاتی ہوں" زرش کہتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

"ارے بھابھی آپ کیوں زحمت کر رہی ہیں ہم آ رہے ہیں" احمر نے زرش کو دیکھتے کہا۔

"بڑی خوش فہمی ہے کہ میں تم دونوں کو بلانے آ رہی تھی" زری نے ہادی اور احمر کو گھورتے کہا۔

"کیا مطلب آپ ہمیں نہیں بلانے آ رہی تھی؟" احمر نے افسردگی سے کہا۔

"بلکل۔۔ میں تو مشی کو بلانے جا رہی تھی جو کمرے میں گھسی بیٹھی ہے نہ دوپہر کو کھانا کھایا اور ابھی بھی انکار کر دیا۔ ایسا وہ تب ہی کرتی ہے جب کسی سے ناراض ہو۔ اسی لیے دیکھنے جا رہی ہوں کس نے ہماری مشی کو ناراض کیا ہے" آخری بات پر زری نے احمر کو گھورتے کہا جبکہ ہادی محض دونوں پر باری باری نگاہ ڈال لیتا۔

"اچھا آپ اور ہادی جائیں کھانا لگائیں آج مشی کو منانے کا پہاڑ میں خود سر کروں گا" احمر کہتے ہوئے واپس سیڑھیاں پھلانگتا اوپر چلا گیا اور وہ دونوں مسکراتے ہوئے کیچن کی طرف بڑھ گئے۔

"کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟" احمر نے کمرے میں داخل ہوتے مشال کو دیکھتے وجہ جاننا چاہی لیکن وہ ناراضگی بھری ایک نگاہ احمر پر ڈال کر واپس ہاتھ میں پکڑی بک پڑھنے لگی۔

"اچھا اٹھو کھانا کھاؤ ابھی تم نے مجھ سے لڑنا بھی ہے" احمر نے اس کے ہاتھ سے بک چھینتے سائیڈ پر رکھی اور اس کا ہاتھ تھامے بیڈ سے اٹھانا چاہا۔

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی"

"اوہو ناراض ہو اپنے بھائی سے؟" وہ بھی اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"نہیں ہونا چاہئیے؟ تم نے سب کے سامنے مجھے ڈانٹا" اس کے نڑوٹھے پن پر وہ مسکرا دیا۔

"سب کے سامنے تو نہیں ڈانٹا تھا وہاں اور کوئی بھی نہیں تھا"

"ہے تھا نا بھابھی کا بھائی۔ نا صرف تم نے اس کے سامنے مجھے ڈانٹا، الٹا جب وہ ہمارے بیچ آیا تم نے اسے روکنے کی بجائے مجھے ڈانٹ دیا" اس نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔

"ہادی بھی اس گھر کا فرد ہے مشال۔ اگر وہ تمہیں کچھ کہہ دے یا اس کے سامنے تمہیں ڈانٹ پڑ جائے تو بد تمیزی نہیں کرتے کیونکہ ہم سب اسے اسی گھر کا فرد مانتے ہیں اور گھر کے افراد کی باتوں کا کیا بُرا ماننا۔۔؟" اس نے رسانیت سے اُسے سمجھایا۔

"تمہیں پتہ ہے آجکل حالات کتنے خراب ہیں اور تم کتنی معصوم ہو میں نہیں چاہتا کہ کوئی تم پر ایک نگاہ بھی ڈالے اسی لیے جب تمہیں دروازے پر بلاوجہ کھڑے دیکھا تو مجھے اچھا نہیں لگا۔ سمجھ رہی ہو نا میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں؟" احمر کی یہ بات پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ایک دم سے ہی خود کو محفوظ سمجھنے لگی تھی واقعی بھائی بہنوں کا مان اور ان کے رکھوالے ہوتے ہیں۔

"اچھا اب چلو سب کھانے پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں" وہ اس کا ہاتھ تھامے نیچے ٹیبل پر لے آیا جہاں سب کے ساتھ اب رضا بھی آچکے تھے۔

"یہ بہن بھائی میں کیا چل رہا ہے۔۔؟ جو ہمیں نہیں پتہ؟" زرش نے دونوں کو دیکھ کر پوچھا۔

"یہ ہم دونوں کا آپس کا مسلہ ہے جیسے آپکا اور مشی کا ہوتا ہے۔ آپ ہمیں بتاتی ہیں۔۔؟ جو ہم بتائے" احمر نے مسکراتے ہوئے مشال کو دیکھا۔

" بلکل "مشال نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی.

"بڑی جلدی پارٹی بدل لی ہے" زرش نے مصنوعی ناراضگی سے کہا۔

"ہم پر بھی کچھ رحم کھالیں۔ آپ لوگوں کی توروز پارٹیاں بدلتی رہتی ہیں۔ اب کیا اس چکر میں مجھے اور ہادی کو بھوکا مارنا ہے؟" رضا نے تینوں کو باتوں میں مشغول دیکھ کر کہا۔

"لگتا ہے رضا بھائی آج ہمیں ان کی باتوں سے ہی پیٹ بھرنا پڑے گا" ہادی نے بھی ٹھنڈی آہ بھری۔

"اچھا چلو آؤ سب کھانا کھائیں ان دونوں پر آج رحم کر ہی دیتے ہیں" زرش کے کہنے پر وہ دونوں بھی اپنی اپنی جگہ پر براجمان ہوگئے تو کھانے باتوں سمت کھانے میں مگن ہوگے۔

****

پھر جیسے معمول بن گیا تھا وہ رات کو میجر سمیر سے باتیں ہونے لگیں۔ رات کا کھانا کھا کر اوپر اپنے کمرے میں پڑھنے کے لیے آجاتی کچھ دیر پڑھائی کرتی لیکن پھر "ایم۔ ایس" کی کال آجاتی۔ جس پر وہ ڈھیر ساری باتیں کرتے وہ اپنی دن بھر کی روداد اسے سناتی رہتی۔۔ آج بھی وہ اپنے دن بھر کی روداد سنانے میں مگن تھی۔

"مشال میں کچھ دن تم سے رابطہ نہیں کر پاؤں گا" باتوں کے دوران اچانک میجر سمیر نے کہا۔

"کیا۔۔؟ لیکن کیوں؟" وہ الجھ گئی۔

"یار تمہیں پتہ تو ہے میرے جاب کا۔ کسی مشن پر جانا ہے اور کچھ آفیسرز کے سلسلے میں دوسرے شہر جانا ہے اس لیے تمہیں کال کرنا پاسیبل نہیں ہوگا" اس کے وجہ بتانے پر وہ خاموش ہوگئی۔

"کتنے دن لگئیں گے؟" کچھ توقف کے بعد اس نے پوچھا۔

"ہمم میرے خیال سے ایک دو ہفتے لگ جائیں گے"

"اتنے دن میں کیا کروں گی؟"

"کرنا کیا ہے، اپنی پڑھائی کرنا، دن بھر کی روداد جمع کرتی جانا جب میں آؤں گا تو پھر مجھے سنانا" اس نے جیسے مسلے کا حل نکالا ہو۔

"لیکن۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"لیکن کیا؟" میجر سمیر نے اسے بولنے پر اکسایا۔

"میں۔۔ مس کروں گی آپ کو" اس نے جھجھکتے اپنی بات مکمل کی۔ لیکن تبھی کوئی اس کے روم کا دروازہ کھولتے کمرے میں داخل ہوا۔ موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔ مشال نے نظریں اٹھائے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ تو اپنی جگہ منجمد ہو گئی۔ چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔۔۔

○○○○○○○○○○●●●●○○○○○○○○○○

"کیا کر رہی ہو۔۔؟" ہادی نے ایک دم اس کے روم کا دروازہ کھولتے اس سے پوچھا۔ مشال جو میجر سمیر سے فون پر بات کر رہی تھی اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا ہاتھ باقاعدہ لرزنے لگا۔۔ اس نے فٹ سے کال بند کی۔

"کیا ہوا؟ کوئی پرابلم ہے؟" ہادی نے اس کے چہرے کو کھوجنا چاہا۔

"ہا۔۔ہاں۔۔۔" اس کے لہجے کی لڑکھراہٹ ہادی سے مخفی نہ رہ سکی۔

"کس کا فون تھا؟" اس نے سرسری انداز میں پوچھا۔

"وہ۔۔ وہ میری دوست کی کال تھی کل کی اسائمنٹ کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ تم میرے روم میں کیسے؟" اس نے اپنے لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتے پوچھا۔

"اوہ سوری تمہارے روم سے باتوں کی آواز آ رہی تھی میں نے سوچا تم جاگ رہی ہو تو ایک کپ چائے بنا دو"

"میں بنا دیتی ہوں" اس کے کہنے پر وہ ایک نظر مشال پر ڈالتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ہادی کے چلے جانے پر مشال نے سکون بھری گہری سانس ہوا کے سپرد کی اور کیچن میں چائے بنانے چلی گئی۔

****

"صبح صبح کہاں جانے کی تیاری ہے؟" زری نے ہادی کو کہیں جانے کے لیے تیار دیکھ کر پوچھا۔

"آفس۔۔ آج سے میں رضا بھائی کے ساتھ آفس جایا کروں گا۔کل رضا بھائی نے کہا کہ میں اب جائن کر لوں" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بلکل اچھا کیا رضا نے۔بیٹھو میں ناشتہ لاتی ہوں تب تک رضا اور محسن بھی آجائیں گے" زری کہتی ہوئی کیچن میں گھس گئی۔جب واپس آئی تو رضا بھی آچکے تھے۔زری سب کو ناشتہ سرو کرتی خود بھی ناشتہ کرنے لگی،تب تک مشال بھی نیچے آگئی۔

"شکر ہے جب سے تم نے یونیورسٹی جائن کی ہے میں تمہیں صبح صبح اٹھانے کی مشقت سے محفوظ ہو گئی ہوں" زری کے کہنے پر وہ محض مسکرا دی جبکہ ہادی نے ایک طائرانہ نگاہ اس پر ڈالی۔

"کیا بات ہے آج ناشتہ نہیں کرنا؟" رضا نے اسے باہر کی طرف قدم اٹھاتے دیکھ کر پوچھا۔

"وہ۔۔ نہیں بھائی بھوک نہیں ہے یونیورسٹی سے کچھ کھا لوں گی" مشال نے ہادی کو دیکھا لیکن اسے اپنی طرف متوجہ پا کر فوراً نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"کہیں اس کو شک تو نہیں ہو گیا؟" مشال کو پریشانی نے آن گھیرا۔۔

"چپ کر کے ناشتہ کرو یونیورسٹی کی چیزیں گھر کے کھانے کا مقابلہ نہیں کر سکتیں" زری نے حکم صادر کیا۔

" سوری زری آج تمہارے حکم کی عدولی کر رہی ہوں۔ سچی آج جلدی جانا ہے یونیورسٹی۔ آئندہ کھایا کروں گی"
ہادی کی موجودگی میں وہ یہاں نہیں بیٹھ سکتی تھی اگر وہ اس کے سامنے بیٹھ جاتی تو اس کی گھبراہٹ سب پر عیاں ہو جاتی۔ اسی لیے اس نے چلے جانا ہی بہتر لگا۔

"فکر نہ کرو دوپہر میں سارا کچھ میں ہی ختم کروں گی۔۔ اوکے اوکے بائے "زری کو بولنے کے تیار دیکھ کر وہ جلدی جلدی باہر کو بھاگ گئی۔

"ایک تو یہ لڑکی دن بہ دن لاپرواہ ہوتی جا رہی ہے "زری نے تاسف سے سر جھٹکا۔

"اب میں اور ہادی بھی آفس کو نکلتے ہیں۔ آج محسن کو احمر سکول چھوڑ دے گا "رضا کے کہنے پر ہادی بھی رضا کے ساتھ آفس کو روانہ ہو گے۔

****

اس کام سے وہ خوش تھا زندگی کے عیش اب اس کی جھولی میں بھرنے شروع ہو چکے تھے۔ اس کا کام لڑکیوں سے چیٹنگ کرنا تھا اور ان کو بلیک میل کر کے اپنی مخصوص جگہ پر بلانا تھا۔ وہاں سے آگے کا کام ایاز کا تھا۔ وہ اتنے میں ہی خوش تھا ابھی اس نے بس ایک لڑکی کو ایاز تک پہنچایا تھا لیکن بدلے میں اس نے ہرے ہرے رنگ کے نوٹوں کی دو گھٹیاں اس کی ہتھیلی میں رکھ دی۔ جس سے اس کی آنکھیں چمک اٹھی، کہاں کوئی اسے پندرہ بیس ہزار کی نوکری دینے کو تیار نہ تھا اور آج ایک ہی لڑکی سے چند دن میں اتنے پیسے اس کی ہتھیلی میں تھے۔

"کاش ابا تو زندہ ہوتا۔ اپنی پہلی کمائی میں تیرے ہاتھ میں رکھتا" اس نے نوٹوں کی گھٹیوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا لیکن اس کے دماغ میں ابا کے الفاظ گھونج رہے تھے جب اس نے سگرٹ کی اسمگلنگ کا ابا سے ذکر کیا تھا۔ اس کا کام بس سگریٹ کے پیکٹ کو کسی کے ذریعے بیرون ملک بھیجنا تھا لیکن ابا تو یہ سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا تھا۔ لاکھ سمجھایا لیکن وہ نہیں مانا تھا۔

"محنت سے کمایا ایک روپیہ بھی حرام کے لاکھوں کمائے سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔اس ایک روپے میں برکت ہو گئی کیونکہ وہ محنت سے کمایا گیا ہو گا خون پسینے کی کمائی ہو گی"

"لیکن نہیں شاید تُوں ان نوٹوں کے ساتھ ہی مجھے بھی گھر سے باہر پھینک دیتا کہ غلط طریقے سے کمائے ہیں" اس نے اپنی سوچوں کو جھٹک دیا۔

"یہ سب غلط ہے۔" ضمیر نے ملامت کی۔

"کوشش کی تھی حلال طریقے سے کماؤں لیکن کوئی نوکری دینے کو تیار ہی نہیں تھا اب پیٹ بھرنے کے لیے کچھ تو کرنا ہی ہے" اس نے ضمیر کو تھپکی دیتے سلانا چاہا۔

"اگر کوئی میری بہن کے ساتھ ایسا کرتا تو؟" ضمیر نے ایک بار پھر سر اٹھایا۔

"میری بہن کے ساتھ ایسا کوئی نہیں کر سکتا وہ تو بیاہی بھری ہے۔۔ویسے بھی پینس چھتیس سالہ ہے" وہ اپنے ضمیر کی سننے کو تیار نہیں تھا۔وہ شیطان کے بہکاوئے میں بہک رہا تھا۔شیطان اس کے ضمیر پر حاوی ہونے لگا۔شیطان کا پہلا کام ضمیر کی موت ہے، جب ضمیر مر جائے تو انسان شیطان کے شکنجے میں جکڑ جاتا ہے۔بس پھر انسان انسان نہیں رہتا وہ شیطان کا روپ دھاڑ لیتا ہے۔غلط صحیح کی پہچان مٹ جاتی ہے۔لیکن پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب شیطان انسان کو اپنے شکنجھے سے آزاد کرتا ہے لیکن تب ہمارے حصے میں محض تباہی آتی ہے۔شیطان کے شکنجے سے نکل کر ہم ایک دوسرے شکنجے میں پھنس جاتے ہیں پچھتاوئے کا شکنجا۔۔۔تباہی کا شکنجا۔۔۔پھر باقی کی زندگی پچھتاوں کی آگ میں جھلستے ہیں۔پل پل تڑپتے ہیں لیکن شیطان ہمیں دیکھ کر قہقہے لگاتا ہے اور پھر وہ ہمیں روتا بلکتا چھوڑ کر چلا جاتا ہے کہ اب اس کا مقصد پورا ہو چکا اب وہ پھر نئے شکار کی تلاش میں چل پڑتا ہے۔

"میں بھی کیا الجھ رہا ہوں۔جو ہو گا دیکھی جائے گی فلحال تو عیش ہیں اپنے" اس نے شتائشی نظروں سے نوٹوں کی گٹھیاں دیکھیں اور بشاش سا ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔جہاں ایاز نے اس کے رہنے کا بندوبست کیا تھا۔

......ooooooo.....

جب وہ بیدار ہوئی تو سب سے پہلا کام کلنڈر چیک کیا۔ جیسے اس کے روز چیک کرنے سے دن رفتار سے گزرنے لگے گے۔ شکر تھا کہ میجر سمیر کے شہر سے باہر ہونے کی وجہ سے وہ ہادی کی نظروں میں نہیں آئی تھی، ورنہ وہ پریشان تھی کہ اگر ہادی کو اس دن اس پر شک ہو گیا تو؟ لیکن جو بھی تھا یہ وہی جانتی تھی میجر سمیر کو اس نے کتنا مس کیا تھا۔ رات کو بے چینی سے فون ہاتھ میں تھامے بیٹھی رہتی کہ شاید وہ کام سے فری ہو تو کال کر لے۔ لیکن شاید وہ واقعی مصروف تھا، جو رابطہ نہیں کر پایا تھا۔ ابھی محض ایک ہفتہ گزرا تھا۔ جانے میجر سمیر کو کتنے دن مزید لگنے تھے۔ لیکن یہ ایک ہفتہ اسے صدیوں کے مترادف لگا تھا۔

جب وہ فریش سی نیچے آئی تو غیر معمولی خاموشی نے اس کا استقبال کیا۔ وہ حیرت میں گھڑی کیچن کی طرف بڑھی لیکن سامنے زری کی بجائے ہادی کو پایا جو اس طرف پشت کئے شاید کچھ بنانے میں مگن تھا۔

"زری اور باقی سب کہاں ہیں؟" مشال کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔

" آپی کی طبیعت خراب ہے وہ اپنے کمرے میں ہیں، جبکہ رضا بھائی اور احمر کام پر جا چکے ہیں" ہادی نے اپنا کام دوبارہ جاری رکھتے بتایا۔

"رضا بھائی اور احمر ناشتے کے بغیر چلے گئے ہیں؟" اس نے مارے شرمندگی سے ہادی سے پوچھا۔

"ہوں۔۔" اس نے صرف ہنکارہ بھرنے پر ہی اکتفا کیا۔ جس پر مشال کو شرمندگی ہونے لگی کہ ایک دن ہی زری کی طبیعت خراب ہوئی تھی تو احمر اور رضا ناشتے کے بغیر چلے گے اور ہادی شاید خود ناشتہ بنا رہا تھا۔

"لاؤ میں بنا دیتی ہوں۔ تم زری کے پاس بیٹھو میں تمہارے لیے ناشتہ اور زری کے لیے سوپ بنا کر لاتی ہوں" اس نے آگے بڑھتے بغیر ہادی کو موقع دیئے اس کے ہاتھ سے پیاز لے لیا جو وہ کاٹنے لگا تھا۔ وہ بھی مزید کچھ کہے بغیر اس کی طرف مسکراہٹ اچھالتا کیچن سے باہر چلا گیا۔

"کچھ ہی دیر میں مشال ٹرے میں سوپ اور ناشتہ لیے کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے زری بیٹھی تھی۔ جس کے چہرے کی زردی ہی اس کی خرابی طبعیت بیان تھی۔ جبکہ ہادی کمرے سے غائب تھا۔ مشال کی موجودگی کو محسوس کرتے زری نے اس کی طرف دیکھتے نرمی سے مسکرادی اور وہ آگے بڑھتی ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

"کیا ہوا طبیعت کو؟ مجھے کیوں نہیں بتایا؟" اس نے تفکر سے زری کے ہاتھ تھامتے پوچھا جو بخار کی وجہ سے خاصے گرم تھے۔

"کچھ نہیں بس ہلکا سا بخار ہے۔ اور تم جانتی ہو سب خوامخواہ پریشان ہو جاتے ہیں" زری اس کو دیکھتے دھیما سا مسکرا دی۔

"یہ ہلکا سا بخار ہے؟" مشال نے زری کے گرم پڑتے ماتھے کو چھوتے ملامتی انداز میں پوچھا۔

"اچھا یہ میں سوپ بنا کر لائی ہوں اسے گرم گرم پی لو" مشال نے سوپ والا پیالہ اپنے ہاتھ میں تھام لیا جیسے زری نے تھامنا چاہا لیکن اس نے اس کا ہاتھ نرمی سے پیچھے کر دیا" میں خود پلاتی ہوں"

"تم نے مجھے بچی ہی سمجھ لیا ہے" سوپ کے بڑھے ہوئے چمچ کو اپنی طرف دیکھ کر زری نے خفگی سے کہا۔

"جب میں بیمار ہوتی ہوں تم بھی مجھے بچی ہی سمجھتی آئی ہو"

"تم میرے لیے بچی ہی ہو میری چھوٹی سی کیوٹ سی بہن" زری نے لاڈ سے اس کی ناک پر چھٹکی بھری۔

"ارے واہ یہاں تو نند بھاوج (بھابھی) کا پیار جاگا ہوا ہے" ہادی نے کمرے میں داخل ہوتے دونوں کو دیکھتے مسکرا کر کہا۔

"جلنے والے کا منہ کالا" مشال کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔ ہادی کی جگہ احمر ہوتا تو بے دھڑک کہہ دیتی لیکن زری کے سامنے اس کے بھائی کو یوں کہنا۔۔ اس نے فوراً زبان دانتوں تلے دبائی۔

"ہم کالے ہیں تو محترمہ گھوری آپ بھی نہیں ہیں۔ یہ سب آج کل کی کریموں اور پالر کے کمال ہیں" اس نے مشال کی طرف دیکھتے اسے چھیڑا لیکن مشال کی تیوریاں چڑ گئی۔

"ہماری مشی ایسے ہی پیاری ہے اسے کیا ضرورت فضول کاموں کی۔" اس سے پہلے کہ مشال کچھ بولتی زری نے اس کی حمایت کی۔

"او کے پہلے میں ناشتہ کرلوں ورنہ یہ ہی نہ ہو کہ آپ کی یہ خوبصورت نند ناشتہ لے کر واپس چلی جائے اور میں ہاتھ ملتا رہ جاؤں" مشال کے تیور دیکھتے جلدی سے ٹرے تھامے سامنے صوفے پر بیٹھا ناشتہ کرنے لگا۔

"ویسے زری عورتیں ایسے ہی نام کی بدنام ہیں تمہارے بھائی کی زبان قینچی سے بھی زیادہ تیز اور ہزار گز لمبی ہے" مشال نے بھی بغیر لحاظ رکھے اپنی بھڑاس نکالی جس پر ہادی کو اچھو لگ گیا جبکہ زری کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ایکسکیوز می" اس نے حیرت سے مشال کو دیکھا۔

"ایکسکیوزڈ" مشال کہتے ہوئے اس کے سامنے سے ٹرے اٹھائے دروازے کی طرف چل دی۔

"میرا ناشتہ ابھی مکمل نہیں ہوا" ہادی کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔

"اپنی بیوی جو بغیر کریموں اور پالر والی ہو گی اس سے ناشتہ بنوا کر کرنا ہونہہ" اپنی بات مکمل کرتی وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ ہادی ہکا بکا اسے جاتا دیکھتا رہ گیا جبکہ ہادی کی شکل دیکھتے زرش کا قہقہا فضا میں بلند ہوا

** "***************

کل کی نسبت زرش کی طبیعت آج کافی بہتر تھی جس کی وجہ سے زری نے اسے آج یونیورسٹی سے چھٹی نہیں کرنے دی تھی۔ آج وہ لیٹ تھی رضا اور ہادی آفس جا چکے تھے۔ احمر بھی کسی کام سے کل رات سے باہر تھا جس کی وجہ سے آج اسے لوکل جانا پڑا تھا۔ ایک تو یونیورسٹی میں مغزماری اوپر سے واپسی پر کوئی وین بھی نہیں مل رہی تھی۔۔

"اففف مجھے پتہ ہوتا اتنا مسلہ ہو جانا ہے تو میں چھٹی ہی کر لیتی "کب سے اسٹاپ پر کھڑی تھی لیکن وین نہیں ملی، تبھی اس کی نظر سامنے بائیک کے ساتھ کھڑے شخص پر پڑی۔ خوبصورت سا ہیر اسٹائل بنوائے وہ اپنے دھیان میں بائیک میں بیٹھا اور بائیک اسٹارٹ کرنے لگا۔ اس بات سے بے خبر کہ کسی کے دل کی دھڑکن اسے دیکھتے بڑھ گئی ہے۔ کوئی ہے جو سامنے کھڑی اسی کو دیکھ رہی ہے۔

"میجر سمیر "اس نے زیر لب کہا وہ اسے پہچان گئی تھی واٹس ایپ پر میجر سمیر کی تصویر وہ دیکھ چکی تھی۔ لیکن اتنی دیر میں وہ بائیک اسٹارٹ کئے بائیک پر سوار ہو چکا تھا۔۔ جانے کیوں اسے دیکھ کر وہ خوش تھی۔

"کیا میجر سمیر واپس آ چکے ہیں؟ لیکن مجھے بتایا کیوں نہیں؟" جتنی خوشی اسے میجر سمیر کی واپسی کی تھی اتنی ہی فکر بھی تھی کہ "اگر وہ اسی شہر میں تھے تو رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

"اب اسے مزید جلدی تھی گھر پہنچنے کی وہ گھر جا کر رابطہ کرنا چاہتی تھی۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ میجر سمیر نے اس سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟'

"ہو سکتا ہے یہ بھی ان کے میشن کا کوئی حصہ ہو کہ وہ رابطہ نہ کر پائے ہوں "اس نے خود کو تسلی دی اور سامنے سے آتی وین کو روکتے اس پر سوار ہو گئی۔

★★★★★★

"ہادی میں چاہتی ہوں میں رضا سے بات کروں " آفس سے واپسی پر وہ فریش ہونے کے بعد لاؤنج میں بیٹھا تھا جب زرش نے بات کا آغاز کیا۔

"کس بارے میں؟ "اس نے نا سمجھی سے زری کو دیکھا۔

"تمہاری اور مشال کی"

"لیکن آپی اتنی جلدی؟ ابھی مش-ال کی اسٹڈی بھی کمپلیٹ نہیں ہوئی "وہ چاہ کر بھی اپنی حیرت نہیں چھپا پایا تھا۔

"شادی مشال کی اسٹڈی کمپلیٹ ہونے کر بعد ہی ہوگئ، میں چاہتی ہوں فلحال تم دونوں کی منگنی کر دی جائے تا کہ رشتے داروں اور مشال کو بھی پتہ چل جائے کہ رضا نے اس کے لیے تمہارا انتخاب کیا ہے" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن۔۔۔۔" وہ کچھ کہتا کہتا رک گیا

"لیکن کیا؟"

"پہلے مشال سے بات کر لیں اس کے بعد کوئی فیصلہ کریں" آخر اس نے بات کرنے کا سوچ لیا

"مشال کو کیا مسلہ ہو گا؟"

"آپی۔۔۔مجھے لگتا ہے مشال کسی اور میں انٹر سٹیڈ ہے" اس نے ٹھہرتے ٹھہرتے اپنی بات مکمل کی۔

"پاگل ہو تم؟ کیا کہہ رہے ہو؟" زری نے غصے سے اسے دیکھا۔

"آپی کچھ دن پہلے میں مشال کے روم کے باہر سے گزر رہا تھا کہ مجھے لگا مشال کسی سے فون پر بات کر رہی ہے۔ مجھے لگا شاید کوئی دوست لیکن جب میں روم میں گیا تو مشال کا چہرہ اس بات کا گواہ تھا کہ وہ کسی اور سے بات کر رہی ہے۔۔شاید کسی لڑکے سے۔۔۔" ہادی کی بات پر زری کو گویا اپنی سماعتوں پر یقین نہ آیا۔

"تم۔۔تمہیں غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے۔۔میرا دل اس بات پر نہیں مانتا"

"آپ مشال کے قریب ہیں آپ اسے اعتماد میں لے کر جاننے کی کوشش کریں اگر وہ واقعی کسی کو پسند کرتی ہے تو آپ اس کی خواہش کا احترام کرتے میری اور مشال کی بات کو یہیں ختم کر دیں"

"یہ تم کہہ رہے ہو؟' زری نے تاسف سے اپنے بھائی کو دیکھا۔

"جی۔۔میرے لیے مشال کی خوشی زیادہ اہم ہے۔رہی بات رضا بھائی کی انہیں میں راضی کرلوں گا۔ابھی بس آپ مشال سے جاننے کی کوشش کریں"اس نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے کہا جس پر زری نے محض اثبات میں سر ہلا دیا۔

★★★★

رات کو اس نے کتابوں کو ایک سائیڈ پر رکھتے موبائل تھام لیا۔دوپہر کو یونیورسٹی سے واپسی پر اس نے کال کی لیکن ریسیو نہیں کی گئی تھی۔پھر سے میجر سمیر کا نمبر ڈائل کرنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی "ایم۔ایس"کالنگ کے الفاظ جگمگانے لگے۔برق رفتاری سے اس نے کال ریسیو کی۔

"اسلام و علیکم "

"و علیکم اسلام۔۔۔کیسی ہو؟"

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔اور بتاؤ مجھے مس کیا؟"

"آپ نے مجھے کیا؟"مشال کے الٹا سوال کر دینے پر وہ مسکرا دیا۔

"بلکل کیا بلکہ بہت زیادہ کیا"میجر سمیر کی بات پر وہ بھی مسکرا دی۔

"جھوٹ۔۔اگر آپ نے مجھے یاد کیا ہوتا تو اسی شہر میں ہونے کے باوجود مجھ سے ایک بار بھی کانٹیکٹ کیوں نہیں کیا؟"ناچاہتے ہوئے بھی وہ گلہ کر گئی۔لیکن دوسری طرف وہ چونک گیا۔

"ک۔۔۔کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آج میں نے آپ کو اپنی یونیورسٹی کے قریب بس اسٹاپ پر دیکھا تھا"اس نے جیسے جتایا۔

" اوہ۔۔ہاں آج ہی میں واپس آیا ہوں۔۔ تھکا ہوا تھا اسی وجہ سے دوپہر کو تمہاری کال ریسیو نہیں کر پایا۔۔ سوری "بات کے اختتام پر اس نے معذرت کی۔

"اس میں سوری کی کیا بات ہے؟ میں سمجھ سکتی ہوں۔ آپ اپنی جاب کی وجہ سے مصروف ہوتے ہیں"

"ایک بات کہوں مشال؟"اس نے جیسے اجازت مانگی تھی۔

"جی"

"اگر میں آپ سے کہوں میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو کیا آپ کا جواب اقرار میں ہوگا؟"میجر سمیر کی بات پر وہ سٹپٹا گئی۔

"ک۔۔ کیا۔۔"

"کیا تمہیں مجھ سے شادی پر اعتراض ہے؟"میجر سمیر نے اسے کریدنا چاہا۔

"نہ۔۔ نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا"مشال نے جلدی سے کہا۔

"ہمم ڈیٹس گریٹ۔۔۔ پھر بات کروں میں تمہارے بھائی سے؟" جانے میجر سمیر کے دماغ میں کیا تھا جو آج ہی وہ اس ٹاپک کو آغاز کے ساتھ ہی آخری مراحل تک پہنچانا چاہتا تھا۔

"نہ۔۔ نہیں "رضا کے خیال سے ہی وہ بکھلا گئی۔

"کیوں۔۔؟"اسے مشال انکار کی وجہ سمجھ نہ آئی۔

"پہلے میں خود بھائی سے بات کروں گی"

"اوہ۔۔۔۔ لیکن اگر انہوں نے انکار کر دیا تو کیا کرو گی؟"میجر سمیر نے اس کا جواب جاننا چاہا۔

"بھائی مجھے انکار کر ہی نہیں سکتے۔۔ بہت محبت کرتے ہیں مجھ سے "اس نے مان سے کہا۔

"ہوں اوکے۔۔ تم بات کر کے مجھے بتانا"

"جی "مشال کے جواب کے ساتھ ہی اس نے کال بند کر دی۔۔

" افففف بھائی سے کیسے بات کروں گی؟"اف مشال بات تو کرنی پڑے گی آخر تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری ہونے جارہی ہے۔ بھائی کو ماننا ہی پڑے گا"وہ سوچوں میں گم رضا سے بات کرنے کے لیے مناسب الفاظ کا انتخاب کرنے لگی۔

★★★★★★★

وہ کال بند کر کے ابھی مڑا ہی تھا جب نظر سامنے دروازے پر کھڑے مسکراتے ہوئے ایاز پر پڑی۔اس کی معنی خیز مسکراہٹ اس بات کی عکاسی تھی کہ وہ اس کی باتیں سن چکا ہے۔۔

" آہاں۔۔۔ مجھ سے چھپ کر کس سے شادی کی باتیں چل رہی تھیں؟"ایاز نے اس کے قریب آتے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے پوچھا۔

"ک۔۔کسی سے نہیں"

" جانتے ہو آج مجھ سے بات کرتے پہلی بار تمہاری زبان میں لڑکھڑاہٹ آئی ہے۔اس لیے جھوٹ مت بولو۔۔ اپنے پارٹنر سے کیا چھپانا یار؟"اس نے اس کا کندھا تھپتھپاتے جوش سے کہا۔

"وہ ایک لڑکی ہے۔ اچھی لگتی ہے مجھے"اس کی بات پر ایاز کا قہقہہ پورے کمرے میں گھونج اٹھا۔

" یہ قہقہہ کیوں؟"اسے ایاز کے ہنسنے کی سمجھ نہ آئی۔

" اسے چھوڑ۔۔ اب یہ بتاؤ تم بھی اسے اچھے لگتے ہو یا صرف وقت گزاری ہے؟"ایاز نے اسے کریدا۔

" نہیں وقت گزاری نہیں ہے اسی لیے میں نے اس سے شادی کی بات کی ہے وہ راضی ہے "

" اوہ مسٹر سمیر تم کتنے بھولے ہو۔ یہ لڑکیاں کسی کی نہیں ہوتیں دیکھنا عین وقت پر تمہیں دھوکہ دے کر اپنا راستہ ناپ لے گی اور تم یہاں جھک مارو گے"ایاز کے لہجے میں تلخی در آئی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ وہ ایسی نہیں ہے وہ باقی لڑکیوں سے مختلف ہے" سمیر کو اس کی بات اچھی نہیں لگی تھی۔

"اوہ مختلف ہے؟ کتنی مختلف ہے بتانا پسند کرو گے؟" اس نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

"وہ بہت معصوم ہے۔۔"

"معصوم چہرے کے پیچھے ہی مکاری چھپی ہوتی ہے مسٹر سمیر" اس نے سمیر کی بات کاٹتے زہر آلود انداز میں کہا۔

"اتنے بدزن کیوں ہو تم؟" اسے ایاز کے لہجے کی کڑواہٹ سمجھ نہیں آئی تھی۔

"کیونکہ میں بھی بہت معصوم چہرے والی کی مکاری دیکھ چکا ہوں۔۔ بہت محبت کے دعوے کرتی تھی لیکن نکلی وہی لالچی عورت" اس نے غصے سے اپنے دانت پیسے جیسے اس وقت اس کے دانتوں کے نیچے وہی لڑکی تھی۔

"سب لڑکیاں ایک سی نہیں ہوتیں" اس نے دلیل دینی چاہی۔

"چلو ٹھیک ہے ایک کام کرتے ہیں اس کو بھی اپنے کام کا حصہ بنا لیتے ہیں اگر باوفا نکلی تو تمہاری۔۔ اگر نہ نکلی تو باس کی امانت" اس نے جیسے مسلے کا حل نکالا۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم" اسے ایاز کی بات سخت ناگریز گزری۔

"ارے غصہ کیوں ہوتا ہے؟ میرا وعدہ ہے تم سے اگر وہ تمہاری معصوم چہرے والی کریکٹر کی بھی معصوم ہوئی تو ایک آنچ تک نہیں آنے دوں گا بلکہ تم دونوں کی شادی خود کرواؤں گا اور ساتھ میں ایک گاڑی بھی تیری" ایاز کی بات پر اس نے الجھن سے نظریں اٹھائے اسے دیکھا۔

"مجھے یقین ہے وہ معصوم بلکل نہیں ہو گی خیر چھوڑ ان باتوں کو باس سے ملنے جانا ہے چل" وہ الجھن کا شکار سمیر کا کندھا تھامے باہر کی جانب بڑھ گیا

★★★★★★★★

"کیا سوچ رہی ہو؟" اتوار کی وجہ سے وہ سب اکٹھے لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے لیکن مشال کو خاموش دیکھ کر زری پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

کچھ بھی نہیں" اس نے مسکرانے کی سعی کی۔ وہ میجر سمیر کو بول تو چکی تھی کہ بھائی سے بات کرے گی لیکن اب سمجھنے سے قاصر تھی کہ بات کا آغاز کہاں سے کرے۔

"چھوڑیں بھابھی یہ ابھی بھی ناول کے ہیرو میں اٹکی ہو گی۔ ویسے اب کونسے ہیرو میں اٹکی ہو؟ میجر ہے یا وکیل ہے؟" احمر نے اسے تنگ کرنے کی غرض سے کہا جبکہ باقی سب مسکرا دیئے سب جانتے تھے اب دونوں کو نوک جونک شروع ہو چکی ہے۔

"ہممم میجر ہے" مشال نے کچھ سوچ کر ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔

"اففف ایک تو تم اور تمہاری آرمی" احمر نے آنکھیں گھمائی۔

"خبردار میری آرمی کو کچھ کہا تو تمہیں کیا پتہ کتنی قربانیاں دیتے ہیں ہم لوگوں کے لیے۔۔۔۔"

"یہ دیکھو میرے ہاتھ اب ان کی قربانیاں نہ سنانے بیٹھ جانا۔ پہلے ہی پاکستان اسٹڈی کی قربانیاں یاد نہیں ہوتی اوپر سے تمہارے ہیرو کی قربانیاں بھی سننے بیٹھ جاؤں" احمر نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیئے۔

"میں بھی کوئی مری نہیں جا رہی تم جیسے لوگوں کو کیا قدر ہو نہہ" مشال نے خفگی سے کہا۔

"مجھے لگتا ہے پھوپھو شادی بھی آرمی میں ہی کریں گی" محسن کے مذاق پر سب ہنس دیئے، جب کہ مشال نروس ہونے لگی۔

" بلکل۔۔ میں شادی۔۔ آرمی آفیسر سے۔۔ ہی کرواؤں گی" اس نے خود کو سنبھالے سب کو باری باری دیکھے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔ وہ سب کے ریکشن دیکھنا چاہتی تھی۔

"ہی ہی ہی جوک آف دی ڈے" احمر نے صاف مذاق اڑایا۔

"اس میں جوک والی کیا بات ہے؟ میں سیریس ہوں" اس نے بھی قدرے سنجیدگی سے کہا اس کے لہجے میں کچھ تھا جس پر ایک پل کو سب چونک گئے۔

"لیکن ہم نے تو تمہارے لیے کچھ اور سوچا ہے" رضا نے مشال کے رویے کو دیکھتے اس کے رشتے کے بارے میں آگاہ کرنے کا فیصلہ کرتے بات کا آغاز کیا۔

"کیا؟ کیا مطلب؟" مشال کو پریشانی نے آن گھیرا جبکہ ہادی اس کے چہرے کے اتراؤ چڑھاؤ کا جائزہ لینے لگا۔

"مطلب یہ کہ ہم تمہاری بات طے کر چکے ہیں" رضا کے الفاظ گویا اس کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح لگے۔ اسے لگا جیسے اسے سننے میں غلطی لگی ہے بھلا رضا اس کی مرضی جانے بغیر کیسے اس کا رشتہ طے کر سکتے ہیں؟

"یہ۔۔ یہ کیا مذاق ہے بھائی؟"

"تمہارے بھائی صحیح کہہ رہے ہیں مشی" اب کی بار زری نے بھی حصہ لیا۔

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" اس نے شاک سے زری کو دیکھا "اور بھائی آپ میری شادی کسی سے بھی کیسے طے کر سکتے ہیں؟" وہ روہانسی ہونے لگی۔

"کسی سے بھی نہیں۔۔ عبد الہادی سے۔" رضا کے الفاظ اس کی سماعتوں میں دھماکے کرنے لگے۔

"میں نے یہ فیصلہ کافی سال پہلے کیا تھا تمہاری تعلیم اور ایمچورٹی immaturity کی وجہ سے تمہیں آگاہ نہیں کیا"

"بلکل نہیں میں ہادی سے شادی ہرگز نہیں کروں گی" پل میں ہی وہ خود کو مضبوط کرتی اٹل لہجے میں بولی۔ جو ہادی کو بہت کچھ باور کروا گیا۔ مشال کا یہ انکار اس بات پر مہر لگا گیا کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے۔

"کیوں نہیں کرو گی؟ کیا کمی ہے ہادی میں؟" رضا نے غصے سے اٹھتے کرخت لہجے میں کہا انہیں مشال کا دوٹوک انکار سیخ پا کر گیا۔ احمر ابھی تک شاکڈ تھا۔

"میں کیوں کروں اس سے شادی؟ یہ میرا آئیڈیل نہیں ہے مجھے آرمی میں ہی شادی کرنی ہے" اس نے دوٹوک انداز میں اپنا فیصلہ سنایا۔

"آرام سے بات کرتے ہیں آپ غصہ نہ ہوں" ہادی نے رضا کو غصے میں کچھ بولنے کے لیے تیار دیکھ کر فوراً ٹوکا۔

"کیا تم آرام سے بات کرو گے؟ تم نے اس رشتے کے لیے خامی کیا سوچ کر بھری؟ ایک جاب تک تو تم کرتے نہیں، میرے بھائی کے ٹکڑوں پر پل رہے ہو اور مجھ سے شادی کرنے کے خواب دیکھ رہے ہو؟ سوچا ہو گا بہن سے شادی کر کے بھائی کی دولت ہتھیا۔۔۔" وہ غصے میں آپے سے باہر ہوتی جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی جب رضا کے پڑنے والے تھپڑ نے اس کی بولتی بند کر دی۔ جبکہ باقی سب شاکڈ کھڑے دیکھ رہے تھے۔

"آپ۔۔ آپ نے مجھے تھپڑ مارا۔۔؟ مجھے؟ وہ بھی صرف اس کی وجہ سے؟" اس نے پاس کھڑے ہادی کی طرف انگلی کیئیے انتہائی نفرت سے کہا۔

"دیکھو مشال تم بدگمان ہو رہی ہو۔۔۔" زری جو اس کی طرف بڑھنے لگی تھی اس نے ہاتھ اٹھائے اُسے وہیں روک دیا۔

"اب نہیں۔۔ جان گئی ہوں میں تم دونوں بہن بھائی کی سازش" وہ غصے میں کہتے ہوئے ایک نظر غصے میں کھڑے رضا پر ڈالے اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔ جبکہ پیچھے سب حیرت اور پریشانی سے اسے جاتا دیکھتے رہے۔ زری نے اس کے پیچھے جانا چاہا لیکن رضا نے روک دیا اور خود اپنے کمرے میں چلے گئے۔

★★★★

"مشال کیوں بدگمان ہو رہی ہو تم مجھ سے؟" رات کو زرش نے اس کے پاس آتے اس سے بات کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ویسے ہی بیڈ پر بیٹھی بکس سمیٹتی رہی۔

"یار مشی ایسے تو نا کرو میرے ساتھ" اس نے اس کے ہاتھ سے کتابیں لے لیں۔

"میں ایسے نا کروں؟ جو تم نے میرے ساتھ کیا؟ تم کیسے ہادی کو میرے ساتھ منسلک کر سکتی ہو؟"

"مشال ہادی سے کیوں خائف ہو تم؟" الٹازری نے اس سے سوال کر دیا۔

"خائف نہیں ہوں۔ بس وہ میرا آئیڈیل نہیں ہے"

"ضروری نہیں ہے کہ جیسا ہم آئیڈیل بنائیں وہی ہمیں خوش رکھ سکے۔ یہ زندگی ہے مشی۔ ناول کی کوئی کہانی نہیں ہے۔۔۔" زرش کی بات بیچ میں ہی مشال نے کاٹ دی۔

"تم مجھے سمجھ ہی نہیں سکتی۔ تم اپنے بھائی کا ساتھ دو گی میرا تھوڑی دو گی" اس کے انداز میں طنز در آیا۔

"مجھے تمہاری۔۔۔"

"مجھے نیند آرہی ہے مجھے سونا ہے" مشال اس کی بات کاٹتے کمبل تانے لیٹ گئی گویا یہ بات کا اعلان تھا کہ مزید اسے بات نہیں کرنی وہ جا سکتی ہے۔ وہ بھی مایوسی سے بکس سائیڈ ٹیبل پر رکھتی کمرے سے چلی گئی۔

★★★★★

"کیا مجھے ایاز کی بات مان لینی چاہیئے؟ لیکن میں اتنا بڑا رسک کیسے لے سکتا ہوں؟" اس نے اپنی سوچوں کو خود ہی جھٹکنا چاہا۔

"آزما لینے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ ایاز نے وعدہ کیا ہے وہ مشال کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ جو ایاز کہہ وہا ہے وہ سچ ہوا تو اس طرح کم از کم میں کسی دھوکے سے بچ سکتا ہوں۔ ہاں یہ صحیح ہے، میں آج ہی ایاز سے بات کروں گا۔۔" اس نے ختمی انداز میں سوچتے موبائل جیب سے نکالتے گیم کھیلنے لگا۔ وہ مزید اس پر سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ ابھی وہ گیم کھیل رہا تھا جب کسی نے پیچھے سے اس کا موبائل چھپٹ لیا، وہ بے اختیار پیچھے پلٹا، سامنے ایاز اس کی گیم کھیلنے لگا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟" وہ چاہ کر بھی اپنی ناگواری نا چھپا پایا۔ ایسا پہلی دفعہ تھا کہ ایاز نے اس کا فون استعمال کیا تھا۔

"یہی میں پوچھنے لگا تھا یہ کیا بد تمیزی ہے میجر سمیر صاحب۔۔؟" ایاز اس کا نام گیم سے دیکھ چکا تھا۔ اسی لیے طنز کیا۔

"ویسے تم میجر کب سے بنے ہو؟ ہمیں تو خبر ہی نہیں ہوئی؟" اس کا انداز سراسر تمسخرانہ تھا۔

"ماں کی خواہش تھی مجھے آرمی میں بھیجنے کی لیکن قسمت اور وقت نے ساتھ نہیں دیا" اس نے ایاز کے طنز اور تمسخر کو نظر انداز کرتے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ یہ اچھی بات ہے کیونکہ اگر تم میجر ہوتے تو تمہارے اور میرے درمیان دوستی کے علاوہ ہر رشتہ ہوتا۔ نفرت کا۔۔ دشمنی کا۔۔" اس نے موبائل سے نظریں ہٹائے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

"خیر بتاؤ پھر کیا سوچا ہے تم نے؟" اس نے یک دم موضوع بدل دیا۔

"کس بارے میں؟" اس نے نا سمجھی سے ایاز کو دیکھا۔

"اتنے کم عقل تو نہیں ہو۔۔۔ خیر تمہاری اس فون والی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں "

"جو تم کہو گے "اس نے نظریں جھکائے دھیمے لہجے میں کہا۔

"یہ ہوئی نا بات۔ اب پتہ چلے گا کتنی معصوم ہے وہ" اس نے گیم بند کرتے موبائل اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"دیکھ ایاز۔۔ میں پہلے ہی بتا رہا ہوں اگر وہ ویسی نا نکلی جیسی تم نے کہا تھا تو تم اسے کچھ نہیں کرو گے" سمیر نے اسے پہلے ہی وارن کیا۔

"وعدہ کیا ہے تم سے۔ اور اپنا وعدہ میں نبھاؤں گا کچھ نہیں کروں گا میں اسے" اس نے سمیر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے یقین دہانی کروائی۔

"اچھا چل اب باس سی ملنے چلیں" ایاز اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اپنے ساتھ کھینچے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

★★★★★★★

"معمول کی طرح وہ یونیورسٹی کے لیے تیار ہو کر نیچے آئی لیکن جس طرح وہ سب کو نظر انداز کر رہی تھی، ابھی بھی سب کو نظر انداز کرتی وہاں سے گزرنے سے لگی تھی جب زرش نے اسے آواز دیتے روک لیا۔

"ناشتہ نہیں کرو گی؟"

"آپ اپنی یہ ہمدردیاں کسی اور کو دیکھائیں۔ مجھے علم ہو گیا ہے آپ کی اس ہمدری کے پیچھے چھپی آپ کی سازش" اس نے بلالحاظ رکھے بدتمیزی سے کہا۔ زرش اپنی جگہ خفت سے سرخ ہو گئی۔

"تم اپنی بدگمانیاں اپنے تک رکھو مشال۔ آئیندہ زرش سے اس لہجے میں بات مت کرنا" رضا نے اپنی چیئر سے کھڑے ہوتے غضیلے لہجے میں کہا۔

"اس لہجے میں تو کیا میں ان سے کسی بھی لہجے میں بات نہیں کرنا چاہتی، اسی لیے بہتر ہے آپ اپنی بیوی کو سمجھا لیں مجھ سے بات کرنے کی کوشش نا کیا کرے" وہ اپنی بات مکمل کرتے رکی نہیں تھی۔

"بھائی میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔ میرے ایک دوست سے بات ہوئی ہے وہ ایک دو دن میں فلیٹ کا ارینج کر دے گا" ہادی نے نظریں جھکائے دھیمی آواز میں کہا۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گے۔ جس کو تم سے مسلہ ہے وہ اس گھر سے جائے گا" رضا نے یہ بات قدرے اونچی آواز میں کہتے مشال کو سنائی تھی۔ جو واپس اپنا موبائل لینے آئی تھی، جو وہ کمرے میں ہی بھول آئی تھی۔ رضا کے الفاظ سن کو اس کے قدم ایک پل کو تھم گئے۔ ہادی نے رضا کی نظروں کے تعاقب میں پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں مشال سرخ چہرہ لیے کھڑی تھی۔

"پلیز آپ لوگ میری وجہ سے جھگڑا نا کریں" ہادی کو واقعی ندامت تھی اس کی وجہ سے بہن بھائیوں میں اختلاف در آیا تھا۔

"پہلے فساد برپا کر کے اب یہ دکھاوا کیوں کر رہے ہو؟ تمہیں اور تمہاری بہن کو خوش ہونا چاہیئے مجھے میرے بھائیوں سے دور کر دیا ہے" مشال کی بھرائی ہوئی آواز پر زرش نے شکوہ کناں نگاہوں سے مشال کو دیکھا جبکہ ہادی محض تاسف سے دیکھتا رہ گیا۔ وہ ہر بات کو غلط رنگ دے رہی تھی۔

"جہاں اتنی بدتمیزی پر اتر آئی ہو، لگے ہاتھ یہ بھی بتا دو کون ہے وہ لڑکا؟ جس کی وجہ سے تم بغاوت اور بدتمیزی پر اتر آئی ہو؟" رضا نے خود پر ضبط کرتے اپنے لفظوں کو چبا چبا کر ادا کیا۔ دوسری طرف مشال نے بے اختیار نگاہیں چرا لیں۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے" مشال کا نظریں چرانا ان کی شک پر یقین کی مہر لگا گیا۔

"آر۔۔ آرمی میں ہے۔ میجر ہیں" الفاظ اس کے گلے میں اٹکنے لگے۔

"کب سے جانتی ہو؟" دوسرا سوال داغا گیا۔

"ک۔۔ کچھ مہینوں سے" اس نے ویسے ہی سر جھکائے جواب دیا۔

"کچھ مہینوں کی محبت ہماری بیس سالہ محبت پر بھاری ہو گئی؟" رضا کے چہرے پر طنزیہ ہنسی پھیل گئی۔ جبکہ زرش اور ہادی سر جکائے بیٹھے رہے جیسے دونوں کے پاس الفاظ نا تھے۔

"وہ بہت اچھے ہیں بھائی آپ ان سے ملیں تو سہی۔ مجھے یقین ہے وہ آپ کو بہت پسند آئیں گے" مشال نے ان کی باتوں کو نظر انداز کرتے التجا کی۔

"مطلب ملاقاتوں کا سلسلہ بھی قائم تھا اور ہم اپنی بہن کے بھروسے بے خبری میں مارے گئے" ان کے لہجے کا مان کرچی کرچی ہو رہا تھا۔

"نہیں بھائی قسم لے لیں میں نہیں ملی ان سے۔ بس فون پر بات ہوتی ہے" بغیر تامل کے اس نے وضاحت دی۔

"اوہ۔۔اب آرمی والوں کو اتنی فرصت مل گئی ہے کہ وہ اب فون پر ہر ایک سے رابطے رکھنے شروع ہو جائیں گے ؟" انہوں نے تمخسر اڑایا

"بھائی آپ ان سے مل کر تو دیکھیں"

"میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے کہ میں تمہارے نام نہاد میجر کے پیچھے پاگل ہو تا رہوں"

"ٹھیک ہے نا ملیں، لیکن پھر آپ کو انکار کا حق بھی نہیں ہے" اس نے بھی بغیر لگی لپٹی کے ختمی انداز میں کہتے اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ لیکن جاتے جاتے ہادی کے الفاظ اس کے کان تک رسائی پا گئے جو وہ رضا سے کہہ رہا تھا۔

"بھائی میرا خیال ہے آپ کو ایک بار مل لینا چاہیئے"

"ہر گز نہیں۔ کس لیے میں اس سے ملوں ؟ جو پہلے ہی اسے غلط راستے کی طرف لے جا رہا ہے وہ شخص میری بہن کے لیے اچھا کیسے ہو سکتا ہے ؟" ان کے لہجے میں تھکن اترنے لگی۔

"اگر مشال نے کوئی غلط قدم اٹھا لیا تو کیا کریں گے ہم ؟ آپ مشال سے آرام سے بات کریں بھائی" اس کے لہجے میں تشویش تھی، جو مشال کی ضد کی وجہ سے بڑھتی جا رہی تھی۔

"اسی لیے میں نے سوچا ہے تمہارا اور مشال کا نکاح جلد از جلد کر دیا جائے" مشال جو موبائل لیے نیچے آ رہی تھی رضا کی بات پر اس کے قدم وہیں جم گئے۔ لیکن پھر تیزی سے نیچے اترتے رضا کے مد مقابل آن کھڑی ہوئی۔

"میں کسی بھی صورت اس سے شادی نہیں کروں گی" اس نے انگلی اٹھائے ہادی کی طرف اشارہ کرتے اپنے لفظوں پر زور دیتے کہا" آپ کیسے بھائی ہیں کہ آپ کے لیے بہن کی خوشی۔۔۔بہن کے خواب نظر ہی نہیں آتے" اس نے افسردگی سے کہا۔

"تمہاری خوشی چاہتا ہوں اسی لیے تمہارے لیے ہادی کو چنا ہے۔"

"مشال اس پر آرام سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ تم ابھی نا سمجھ ہو تم کیسے ایک ایسے انسان پر بھروسہ کر رہی ہو جس سے تم ملی نہیں۔ اور کیا گارنٹی ہے جو اس نے بتایا ہے وہ سب سچ۔۔۔" زرش نے رسانیت سے سمجھانا چاہا لیکن مشال نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم بھائی کو میرے خلاف کر رہی ہو نا؟ کیونکہ میں نے تمہارے بھائی کے رشتے سے انکار کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے بھائی پر کسی اور کو فوقیت دی ہے۔ تم سے یہ برداشت نہیں ہوا تو یہ اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہو؟" مشال نے نہایت بد تمیزی سے اپنی بات مکمل کی۔ زرش حیران تھی وہ کیسے اس سے اتنی بد گمان ہو گئی تھی۔

"مس مشال جہانگیر میں تمہیں اتنی اجازت نہیں دوں گا کہ تم بار بار میری بہن پر الزام تراشی کرو۔ تم کیا اب میں خود انکار کرتا ہوں اس رشتے سے۔" ہادی جو کب سے برداشت کر رہا تھا اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ بے شک وہ محبت کرتا تھا مشال سے لیکن وہ بار بار خود کو اور اپنی بہن کی تحقیر نہیں کروا سکتا تھا۔

"لیکن ہادی" ہادی کے انکار پر رضا کے تو اوسان خطا ہونے لگے۔ کیسے وہ ہادی کو چھوڑ کر اپنی بہن کے لیے خسارے کا سودا کر لیتے؟ زرش بھی ہادی کے فیصلے پر بے چین ہو گئی۔ جبکہ مشال نے ایک اطمینان بھرا سانس لیا۔

"سوری رضا بھائی۔ آپ مشال کی شادی اسی شخص سے کر دیں جس میں اس کی خوشی ہے" اس نے رضا کی بات کاٹتے کہا۔

"وہ نا سمجھ ہے ہادی"

"رضا بھائی جو خود بربادی کی طرف چلنا چاہئیے اسے جانے دینا چاہیئے کیونکہ وہ ٹھوکر کے بغیر نا کسی کی مانتا ہے نا سنبھلتا ہے۔ ہم جو مرضی کر لیں مشال پر اثر نہیں ہو گا" وہ اپنی بات مکمل کرتا ایک تیز نظر مشال پر ڈالے وہاں رکا نہیں تھا۔

"تم نے اپنی بربادی خود چنی ہے مشال۔ بہت پچھتاؤ گی" رضا بھی افسردگی سے وہاں سے چلے گئے۔

★★★★★★

"باس یہ میرا دایاں بازو ہے "ایاز نے اس کے کندھے پر جوش سے ہاتھ مارتے سامنے صوفے پر بیٹھے باس سے اسے متعارف کروایا۔ سمیر نے سامنے بیٹھے شخص کو غور سے دیکھا جو چالس پچاس کی عمر کے قریب تھا تھری پیس سوٹ میں ملبوس ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ایک ہاتھ سے سگار کے کش لے رہا تھا۔

" جیسے تم میرے داہنے بازو ہو؟"سیٹھ الیاس نے ایک لمبا کش لیتے کہا جس پر ایاز مسکرا دیا۔

" بلکل باس"

" اب اگلا شکار کب لاؤ گے؟"

" باس آپ فکر نا کریں بہت جلد "ایاز نے اسے تسلی دی۔ کچھ دیر مزید کام پر بات کرنے کے بعد وہ لوگ وہاں سے واپس آ گئے۔

" یار یہ جو باس ہے یہ تو عام سا بندہ نکلا۔ میں تو کوئی تگڑی پارٹی سمجھتا تھا۔" وہ آج پہلی بار باس سے ملا تھا لیکن وہ اس سے خوش نہیں تھا۔ اسی لیے واپسی پر ہی ایاز کو اپنی رائے سے آگاہ کیا۔

" ہاہاہاہا۔۔ تگڑا ہے یار۔۔ اسی لیے تو یہ ہڑی ہڑی گھٹیاں ہمارے حوالے کرتا ہے "ایاز نے بیک کی طرف اشارہ کرتے کہا جو وہ کچھ دیر پہلے ہی باس سے لے کر آئے تھے۔

" میرا مطلب پیسہ نہیں ہے۔ مجھے لگا تھا کافی پھیلا ہوا کام ہو گا اس کا۔ ہر ملک یا ہر عہدے پر فائز اہلکاروں سے وابستہ ہو گا۔ لیکن یہ تو مکھی نکلا" اس نے کافی مایوسی سے کہا۔

" ہمیں اس سے کیا لگے۔ اپنے کو پیسے مل رہے ہیں"

" لیکن یار اگر یہ بڈھا کل کو مڑ مرا گیا تو سمجھو اپنا تو کام ٹھپ ہو گیا" جانے کیوں سمیر کافی مایوس ہوا تھا۔

"اگر مر بھی گیا تو تیرا کام ٹھپ نہیں ہو گا۔ یہ جو چھوٹا سا کام وہ چلاتا ہے اسے میں چلایا کروں گا، اور بے فکر رہ میں اس کام کو دنیا کے کونے کونے تک پھیلا دوں گا۔ اب خوش؟" ایاز نے اس کے کندھے تھپکتے اسے ہلایا۔

"ہمم" اس نے صرف ہنکارا بھرنے پر اکتفا کیا۔

"چھوڑ یہ بتا اپنی والی کا کیا سوچا ہے؟" ایاز نے موضوع بدل دیا۔

"سوچنا کیا ہے تو جو کہے" سمیر نے سارا فیصلہ اسی کو سونپ دیا۔

"چل ٹھیک ہے۔ اسے کال کر کے ہوٹل پر بلا لے۔ اگر وہ نکاح کے لیے راضی ہو گئی تو مجھے کال کرنا میں مولوی کو لے کر پہنچ جاؤں گا۔ ورنہ اس کی قسمت۔۔۔" ایاز نے اپنا پلان اس کے گوش گزارہ۔

"مجھے نہیں لگتا وہ مجھے دھوکہ دے گی"

"ہاہاہا" سمیر کی بات پر اس نے قہقہ لگا" دیکھنا بھی دے دھوکہ کر لے نکاح لیکن جب اُسے تمہاری اصلیت پتہ چلے گی پھر دیکھنا کسے چٹکیوں میں بھاگ جائے گی" ایاز نے مذاق اڑایا۔

"لیکن اس نے مجھ سے محبت کی ہے، اسے اس سے فرق نہیں پڑنا چاہئیے"

"یہ تیری سوچ ہے۔ اور اس نے تجھ سے نہیں تیرے میجر ہونے سے محبت کی ہے۔ یہ عورت ذات ہوتی لالچی، مکار ہیں" اس نے حقارت سے اپنی بات مکمل کی۔

"ٹھیک ہے میں کرتا ہوں بات۔ لیکن ایاز کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہم اسے چھوڑ دیں؟" اس کا دل ابھی بھی مشال کے ساتھ غلط کرنے کو تیار نا تھا۔

"بلکل نہیں۔ ایسی مکار لڑکیوں کو سزا تو ملنی چاہئیے اور ان کی سزا یہی ہو گی کہ وہ کسی کے گھر کی زینت کبھی نا بن سکے" ایاز کے لہجے پر نا چاہتے ہوئے بھی تلخی در آئی۔

"میں کرتا ہوں بات" سمیر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا

"میں نے سوچا تھا اچھے سے ہوٹل سے کھانا کھائیں گے لیکن تُو ابھی چل پڑا؟" ایاز نے اسے باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا

"پھر کبھی سہی" وہ کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے ایاز گہری سوچ میں پڑ گیا۔

★★★★★★★

مشال اپنے کمرے میں موبائل ہاتھ میں پکڑے بے چینی سے یہاں سے وہاں ٹہل رہی تھی۔ آج اسے میجر سمیر سے بات کرنی تھی۔ بے شک ہادی نے انکار کر دیا تھا لیکن اسے خوف تھا کہیں رضا زبر دستی اس کا نکاح ہادی سے نہ کر دیں۔ وہ خود سے بھی ٹرائی کر چکی تھی لیکن کال ریسیو نہیں ہوئی تھی۔

"جانے کہاں ہیں میجر سمیر۔" اس کے اندر کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ تبھی اس کا موبائل گھونج اٹھا۔ اس نے سرعت سے کال ریسیو کی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے" کچھ رسمی علیک سلیک کے بعد مشال نے کام کی بات کی۔

"کیا۔۔؟" وہ چونک گیا۔

"میرے گھر والے میرا نکاح میری بھابھی کے بھائی سے کرنا چاہتے ہیں۔" اس نے بغیر کسی تمہید کے اصل بات کہہ دی۔

"کیا۔۔؟" شاکڈ بھری آواز اسپیکر سے گھونجی۔ "تم نے گھر میں بات نہیں کی میرے بارے میں۔۔؟" جلد ہی اس کی آواز میں غصہ در آیا۔

"کی ہے۔ میں نے بھائی کو کہہ دیا ہے کہ مجھے آپ سے شادی کرنی ہے۔ لیکن مجھے ڈر ہے وہ زبر دستی میرا نکاح کروا دیں گے۔ بھائی آپ کے لیے راضی نہیں ہیں"

"کیا۔۔ تم کسی اور سے نکاح کر لو گی؟" وہ غصے سے چیخ اٹھا ایک پل کو مشال بھی اس کی دھاڑ سے ڈر گئی۔

"نہ۔۔نہیں۔میں نہیں کروں گی۔۔"

"کل تم یونیورسٹی جارہی ہو؟"اس نے بغیر اس کی وضاحت سنے استفسار کیا۔

"جی"

"ٹھیک ہے۔کل میں تمہیں کالج ٹائمنگ میں پک کرلوں گا۔بیٹھ کر بات کرتے ہیں"سمیر نے کچھ سوچتے اپنی بات مکمل کی۔

"لیکن۔۔ایسا کیسے کر سکتی ہوں؟"وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہونے لگی۔

"کہیں تم بھی اپنی بھابھی کے بھائی میں انٹرسٹ تو نہیں لینے لگی؟"وہ مشال کی جھجک کو کوئی اور ہی نام دے رہا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔آپ۔۔"

"پھر تمہیں مسلہ نہیں ہونا چاہئیے۔بس اب میں مزید کچھ نہیں سنوں گا کل میں تمہیں پک کرلوں گا۔"سمیر نے اپنی بات مکمل کرتے بغیر اس کی سنے کال کاٹ دی۔۔

"کیا کروں میں؟کیا میں احمر سے بات کروں؟"ذہین میں احمر کا خیال آیا۔شاید وہ اس کی بات سمجھ لے"اففف احمر بھی گھر پر نہیں ہے جانے کس وقت گھر آئے۔۔"مشال بے چینی سے یہاں سے وہاں ٹہلنے لگی۔

"کال کرتی ہوں احمر کو"اس نے احمر کا نمبر ڈائل کرنا چاہا لیکن پھر کسی خیال کے تحت فون واپس رکھ دیا۔"احمر کبھی نہیں مانے گا"وہ مایوسی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔جو بھی ہے اب اسے کل میجر سمیر سے مل کر ہی اس مسلے کا بہتر حل نکالنا تھا

★★★★★★★

"ارے واہ۔۔آج اتنی خاموشی کیوں ہے؟"احمر نے سب کو خاموشی سے ناشتہ کرتے دیکھ کر استفسار کیا۔لیکن سب ویسے ہی خاموشی سے ناشتہ کرتے رہے۔

"لگتا ہے ابھی تک مشال اور ہادی نیچے نہیں آئے اس لیے "اس نے دونوں کی عدم موجودگی کو نوٹ کرتے کہا۔

"تم بات کر کے دیکھو مشال سے "رضا نے احمر کی طرف دیکھتے آس سے کہا۔

"کس بارے میں ؟"وہ جو کھانا نکال رہا تھا حیرت سے رضا کو دیکھنے لگا۔

"وہ اپنی ضد پر قائم ہے، اسی وجہ سے ہادی نے بھی اپنے قدم اس کے لیے پیچھے ہٹا لیئے ہیں"

"کیا؟ مجھے لگا تھا۔ مشال سمجھ چکی ہو گی۔ ابھی بھی وہ اپنی آرمی میں شادی کی ضد لیئے بیٹھی ہے ؟"احمر نے حیرت سے پوچھا۔

"آرمی میں نہیں، صرف آرمی میں موجود ایک ہی شخص سے "انہوں نے"ایک شخص "کو چبا کر ادا کیا۔

"کیا مطلب ؟ کہیں مشال کا رجحان کسی کی طرف تو نہیں ؟"اس نے سوالیہ انداز میں رضا کو دیکھا، جنہوں نے اثبات میں سر کو خم دیا۔

"اوہ مائی گاڈ "احمر پر جیسے حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

"ہادی نے بھی نکاح کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم مشال کی پسند اور خواہش کو ترجیح دیں۔"

"ہادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مشال پر تو عشق کا بھوت سوار ہے۔ جلد ہی اتر جائے گا۔"اس نے غصے سے اٹھتے چیئر چھوڑ دی۔ جبکہ زرش خاموشی سے بیٹھی رہی۔ وہ اس پر مزید بات کر کے مشال کو بدگمان نہیں کر سکتی تھی۔ پہلے ہی جانے وہ کیا کیا سوچ بیٹھی تھی اس کے بارے میں۔

"بھائی بس آپ نکاح کی تیاری کریں، ہادی سے میں بات کر لوں گا۔"اس نے کسی فیصلے پر پہنچتے ختمی انداز میں کہا۔

"تم اپنے یہ مشورے اپنے پاس رکھو۔"مشال جو احمر کی آخری بات سن چکی تھی فٹ سے احمر کے پاس آتے کہا۔

"تم۔۔ اچھا ہوا خود آگئی ہو۔ رضا بھائی کیا کہہ رہے ہیں ؟ تمہارا دماغ خراب ہے ؟"احمر نے جارحانہ انداز میں اپنی نظریں اس پر گاڑھے استفسار کیا۔

"جو مرضی سمجھو لیکن یہی سچ ہے میں محبت کرتی ہوں اور۔۔۔۔"

"محبت۔۔"احمر نے مشال کی بات کاٹتے استہزائیہ کہا"کچھ محبت نہیں ہے، دو دن میں یہ بھوت اتر جائے گا۔بس فریب ہے یہ"

"ضروری نہیں کہ محبت میں سب کو فریب ہی ملے"مشال نے بھی جواباً اپنے لفظوں کو چبا کر ادا کرتے طنز کیا۔

"بھائی آپ اسے سمجھاتے کیوں نہیں؟"اب کی بار احمر نے رضا کو مخاطب کیا۔

"میں سمجھا چکا ہوں لیکن یہ اپنے لیے خود بربادی کا راستہ چننا چاہتی ہے"۔

"مشال تم کچھ بھی کرو تمہارا نکاح ہادی سے ہی ہو گا۔اور آج ہی ہو گا"احمر نے مزید خود پر ضبط کیئے بغیر غصے سے دھاڑتے دوٹوک انداز میں اپنا فیصلہ سنایا۔ایک پل کو مشال بھی اس کے مشتعل ہونے پر گھبرا گئی۔احمر کو پہلے اتنے غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔اس لیے اس نے بحث کی بجائے وہاں سے جانا چاہا۔

"تم آج یونیورسٹی بھی نہیں جاؤ گی۔اس لیے واپس آؤ اور ہمارے ساتھ ناشتہ کرو"اس نے ویسے ہی غضیلے انداز میں کہا۔

"اب تم مجھ پر پابندیاں لگاؤ گے؟مجھے یونیورسٹی جانے سے روکو گے؟"جواباً مشال کو بھی احمر کے رویے پر غصہ آ گیا۔

"بلکل"احمر کے جواب پر اس نے رضا کو دیکھا جو خاموشی سے بیٹھے تھے۔

"ٹھیک ہے میں بھی دیکھتی ہوں، کیسے روکو گے"مشال غضب ناک ہوتی اپنے کمرے میں بیگ لینے چل دی۔

ابھی وہ بیگ لئے کمرے سے نکلی ہی تھی جب اس کا سامنا ہادی سے ہو گیا۔ہادی اس کو نظر انداز کیئے آگے بڑھنا چاہتا تھا لیکن مشال کی آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔

"تم اور زرش جو چاہتے ہو وہ میں ہونے نہیں دوں گی"

"تمہارا مجھ سے بدگمان ہونا بنتا ہے کیونکہ تم مجھے نہیں جانتی۔ لیکن تم آپی سے کیوں بدگمان ہو؟ تم دونوں ایک دوسرے کو سمجھتی ہو لیکن اس بار تم کیوں بدگمان ہو رہی ہو؟" ہادی نے پیچھے مڑتے رسانیت سے پوچھا۔ جب وہ یہاں نہیں تھا زرش اسے اپنی اور مشال کی دوستی اور باتیں بتاتی تھی۔ خود بھی یہاں آنے کے بعد دونوں میں دوستی دیکھی تھی لیکن اب وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ مشال کیوں زرش سے بدگمان ہو رہی تھی۔

"میں اس کی نند ہوں اور تم اس کے بھائی۔ مجھ سے جتنا بھی لگاؤ سہی لیکن تم سے زیادہ وہ مجھے فوقیت نہیں دے گی۔ تم مجھ سے زیادہ تم عزیز ہو" اس نے اپنے دل میں موجود خلش کو ہادی کے سامنے رکھ دیا۔

"غلط سوچتی ہو۔ زرش آپی تمہارے بارے میں زیادہ۔۔۔"

"بس بس۔ میں تمہاری طرفداری سننے نہیں آئی۔ میں بس یہ بتانا ہے کہ کرلو جو تم کر سکتے ہو۔ لیکن اب جلد ہی سب مسئلہ حل ہو جائے گا" اس نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ سمیت کہا۔ لیکن ہادی اس کی بات پر چونک گیا۔

"کیا کرو گی تم؟"

"ضرورت پڑی تو نکاح۔۔ جو تم سے تو بلکل نہیں ہو گا" وہ اپنی بات مکمل کرتے نیچے چلی گئی۔ پیچھے ہادی ساکت رہ گیا۔

"اللہ خافظ" نیچے آتے مشال نے چیلنج کرتی نگاہوں سے احمر کو دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو "روک سکتے ہو تو روک لو" اس سے پہلے کہ احمر غصے سے اٹھتا رضا نے اس کے ساتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے گویا کچھ بھی کہنے سے روکا۔

"کیوں آپ نے اُسے یونیورسٹی جانے دیا؟" اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے رضا کو دیکھا۔

"زبردستی کسی چیز کا حل نہیں ہے۔ جتنا ہم اس پر سختی کر رہے ہیں۔ اتنی ہی وہ ضد کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اب اس مسئلے کو آرام سے حل کرنے کی ایک اور کوشش کرتے ہیں" رضا کے کہنے پر وہ ٹھنڈی سانس خارج کرتا رہ گیا۔

★★★★★★★

آج معمول سے پہلے وہ یونیورسٹی سے نکل آئی تھی۔اسے آج میجر سمیر سے ملنا تھا جس نے یونیورسٹی کے باہر سے اسے پک کرنا تھا۔وہ اپنی نظریں دوڑا رہی تھی، جب ایک بائیک اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔بائیک پر بیٹھی شخصیت کو دیکھ کر وہ قدرے ریلیکس ہوئی۔

"بیٹھو۔۔"سمیر نے اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر یک لفظی کہا۔

"لیکن میں۔۔"وہ سمیر کے ساتھ بائیک پر بیٹھنے پر ہچکچا رہی تھی۔

"زیادہ وقت نہیں ہے یار۔جلدی بیٹھو"اس نے آس پاس نظریں گھماتے کہا۔جس پر جھجھک کے باوجود وہ بیٹھ گئی۔اس کے بیٹھتے ہی سمیر نے بائیک روڈ پر ڈالتے اسپیڈ بڑھا دی۔

۔

"یہ ہم کہاں آئے ہیں؟"ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد اس نے سمیر کو بائیک ایک زبردست ہوٹل کے سامنے کھڑی کرتے دیکھ کر استفسار کیا۔

"یہاں کھانا کھاتے ہیں ساتھ میں جو بھی بات ہے ڈسکس کرتے ہیں۔مجھے بھوک لگ رہی ہے"اس نے ہشاش بشاش انداز میں جواب دیا اور اسے لیے اندر کی طرف بڑھ گیا۔وہ ہچکچاہٹ میں اس کے ساتھ بڑھنے لگی۔جب اس کے فون پر زرش کی کال آنے لگی۔

"یہ کیوں کال کر رہی ہے؟"اس نے بیزاری سے سوچتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔اور آگے بڑھنے لگی جب ایک بار پھر کال آنے لگی۔اس نے اکتائے ہوئے انداز میں کال ریسیو کر لی۔

"کہاں ہو تم؟"کال کی ریسیو ہوتے ہی زرش نے بے تابی سے پوچھا۔

"تم سے مطلب؟"

"مشال میں نے پوچھا ہے کہاں ہو تم؟دیکھو مشال کچھ بھی غلط قدم نا اٹھانا، تم نا سمجھ ہو۔"

"اگر بات ہو گئی ہو تو کال رکھوں؟" اس نے بیزاری سے کہا جب پیچھے سے سمیر نے اسے مخاطب کیا۔

"چلو بھی مشال۔ ہوٹل کے ٹھنڈے ماحول کو چھوڑ کر تم ابھی بھی اس دھوپ میں کھڑی ہو" سمیر اسے وہیں کھڑے کال پر بات کرتے دیکھ کر اس کے قریب آ گیا۔ جس پر وہ کال کٹ کرتی اس کے ساتھ اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔

"تم اس ہوٹل میں پہلے کبھی آئی ہو؟" کھانا ختم کرنے کے بعد سمیر نے مشال سے پوچھا۔ جس پر اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"چلو آج میں تمہیں یہ ہوٹل بھی دیکھا دیتا ہوں" وہ اس کا ہاتھ تھامے چل پڑا لیکن مشال اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دیکھ کر ہچکچا گئی اور آرام سے اپنا ہاتھ واپس کھینچنا چاہا۔ لیکن وہ اپنی گرفت مضبوط کیئے چل پڑا۔ اور سارا ہوٹل گھمانے لگا۔

"یہاں آؤ۔ اب بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔" وہ ایک کمرے کا دروازہ کھولتے اسے اندر لے آیا۔ کمرہ کافی کشادہ اور ہر آرائش سمیت خوبصورتی میں اپنی تعریف آپ تھا۔

"لیکن" اس نے احتجاج کرنا چاہا۔

"اوہو چھوڑ اپنا احتجاج۔ یہ بتاؤ کیوں نہیں مان رہے تمہارے بھائی؟" اس نے موضوع پر آتے اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے پوچھا۔ جبکہ خود بیڈ پر ٹک گیا۔

"انہیں آپ کے میجر ہونے پر شک ہے۔ اور ان کو یہ سب فراڈ لگتا ہے" مشال کی صاف گوئی پر ایک پل کو وہ چپ ہو گیا۔ چہرے کا رنگ پل بھر کو بدل گیا۔

"وہ کبھی نہیں مانے گے۔ احمر میرا نکاح آج ہی ہادی سے کرنے کا کہہ رہا تھا۔ مجھے ڈر ہے کہ میں گھر گئی تو کہیں وہ میرا زبردستی نکاح نہ کروا دیں" بات کے دوران مشال کی آنکھوں سمیت آواز میں بھی نمی اتر آئی۔

"تم پریشان ناہو۔ ہم ایسا کرتے ہیں ہم ابھی نکاح کر لیتے ہیں۔ پھر تمہارے بھائی کچھ نہیں کر پائیں گے" اس نے صوفے پر آتے مشال کے ہاتھ تھامتے کہا۔ لیکن مشال کے چہرے کی ہوائیاں اڑنے لگی۔

"لیکن میں۔۔ نہیں۔۔ میں ایسا نہیں کروں گی" مشال نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔

"اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے یار" اس نے سمجھانا چاہا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں نکاح کے بعد میں تمہیں گھر چھوڑ دوں گا۔ ورنہ میں تمہیں نکاح کے بغیر نہیں جانے دوں گا" سمیر کے انداز میں کچھ ایسا تھا جو وہ اُسے چونکا گیا۔

"دیکھو سمیر میں یہ نہیں۔۔۔ کر سکتی" جو بھی تھا لیکن وہ یوں چوری چھپے نکاح کرنے کے حق میں نہیں تھی۔ بے شک وہ ہادی کو باز رکھنے کے لیے نکاح کی دھمکی دے آئی تھی۔

"کیوں نہیں کر سکتی؟ تم چاہتی ہو کہ تمہارا بھائی تمہارا نکاح اس ہادی سے کر دے؟" جواباً اس نے بھی ترخ کر کہا۔

"میں منالوں گی بھائی کو۔ وہ انکار نہیں کریں گے۔ ابھی بس وہ غصہ ہیں" اس نے نرمی سے سمجھانا چاہا۔

"نہیں مانے گے"

"مان جائیں گے۔ میرا یقین کریں سمیر"

"نکاح کرنے میں کیا خرج ہے؟" اس کو مشال کے انکار کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔

"خرج ہے۔۔ جو بھی ہے لیکن میں اپنے بھائیوں کو اتنا بڑا دھوکہ نہیں دے سکتی" اس نے صاف انکار کر دیا۔

"اوہ مطلب تم مجھ سے نکاح کرنا ہی نہیں چاہتی۔ بھائیوں کا محض بہانا بنا رہی ہو۔؟ صحیح کہا تھا ایاز نے تم ہو ہی مکار۔۔" اس نے تلخ کر کہا جس پر مشال اسے دیکھتی رہ گئی۔

"مجھے فریب دے رہی ہو؟ دھوکے باز ہو تم۔ تم بس مجھ سے ٹائم پاس کرنا تھا؟ اب نکاح کی باری آئی ہے تو بھائیوں کا بہانا بنا رہی ہو؟ پہلے تمہیں اپنے بھائیوں کا خیال نہیں آیا تھا۔ جب مجھ سے راتوں کو کال کرتے انہیں دھوکے میں

رکھ رہی تھی؟" سمیر کے الفاظ تھے یا گویا خنجر جو اسے زخمی کرتے جا رہے تھے۔ یہ کونسا لہجہ تھا سمیر کا؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ پہلے تو کبھی اس طرح بات نہیں کی تھی۔ خیرت کے مارے اس سے کچھ بولا ہی نا گیا۔

"تمہیں تو میں دیکھ لیتا ہوں" وہ اپنی بات مکمل کرتے جیب سے فون نکالے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"مجھے گھر جانا ہے۔ سب پریشان ہو رہے ہونگے" وہ جلدی سے کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی لیکن سمیر نے اس کا ہاتھ کھینچے واپس بیٹھا دیا۔

"اتنی جلدی کیا ہے میڈم؟ اپنی سزا تو پوری کر کے جاؤ" سمیر کی بات پر وہ ٹھٹھک گئ۔

"ک۔۔۔ کیا مطلب۔۔؟"

جب تم نکاح کرنے کے لیے تیار نہیں ہو۔ مجھے دھوکہ دیا ہے۔ اس کے لیے سزا تو ملے گی نا ڈیئر۔۔ اتنی آسانی سے نہیں جانے دوں گا" اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرتے کہا۔ لیکن ایاز کا نمبر بزی جا رہا تھا۔

"کہاں دفع ہو گیا خبیث" نمبر نہ ملنے پر اس نے زیر لب ایاز کو کوسا۔

"پلیز مجھے جانے دو" مشال نے التجا کی۔ اسے اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

"نہ۔۔ نہ۔۔ اب واپسی تو کسی صورت نہیں ہو گی۔ ایاز صحیح کہتا ہے تم جیسی لڑکیوں کی یہی سزا ہونی چاہئیے کہ تم کسی کے گھر کی زینت نا بن سکو" سمیر نے زہر آلود انداز پر مشال ساکت رہ گئ۔ آنکھوں میں خوف در آیا۔

"مجھے گھر جانا ہے" مشال خود کو کمزور ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے جلدی سے کہتے دروازے کی طرف بڑھنے لگی لیکن سمیر نے آگے بڑھتے اس کا راستہ روک لیا۔

"پلیز سمیر مجھے جانے دیں" اب کی بار اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیئے۔

"ہاہاہا تمہیں جانے ہی تو دے رہا ہوں ایاز کے ساتھ۔ جو تمہیں تمہاری منزل پر پہنچا دے گا" اس نے مشال کی بے بسی پر قہقہہ لگاتے کہا۔ "تمہیں بھی تو پتہ چلنا چاہئیے کہ دھوکہ کیسے دیتے ہیں"

"دیکھو میں نے کوئی دھوکہ نہیں دیا۔ میں بس چاہتی ہوں ہمارا نکاح سب کی رضامندی سے ہو" اس نے اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہا۔

"بکواس بند کرو۔ اب تمہیں سب کی رضامندی کا خیال آگیا ہے تب کیا سب کی رضامندی جان کر مجھ سے راتوں کو باتیں کرتی تھی؟ اب تمہاری سزا یہی ہے تمہیں بھی اپنے کام کا حصہ بنالیا جائے۔ تمہاری بھی قیمت وصول کی جائے۔"

"ایک آرمی آفیسر ہو کر آپ ایک عورت کے ساتھ ایسا۔۔" ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ سمیر کا جاندار قہقہہ ابھرا۔

"تم لڑکیاں صدا کی پاگل ہو۔ کوئی تمہیں کچھ بھی کہہ دے آنکھیں بند کر کے ایمان لے آتی ہو۔ میں ایک اسمگلر ہوں۔ اور اب تمہیں اسمگل کروں گا" سمیر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے نفرت سے کہا لیکن مشال کو لگا گویا اس کی سانس رک گئی ہو۔ اسے اپنے دماغ پر دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔ اس نے ہوا اس پر قابو پاتے سمیر کو دھکا دیتے دروازے کی طرف بڑھنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی سمیر نے خود پر قابو پاتے اس کے اس منصوبے کو ناکام بنا دیا۔ واپس کھینچتے ایک زوردار تھپڑ اس کی چہرے پر رسید کیا اور وہ زمین پر اوندھے منہ گر گئی لیکن سامنے شیشے کی ٹیبل کی نوک اس کے ماتھے سے خون بہا گئی۔ آنکھوں کے گرد تارے ناچنے لگے۔ سمیر مشال کی پرواہ کیے بغیر ایک بار پھر سے ایاز کا نمبر ڈائل کرنے لگا جو مسلسل بزی چل رہا تھا۔ وہ غصے میں بڑبڑاتا صوفے کی طرف بڑھا جہاں کچھ دیر پہلے مشال بیٹھی تھی۔ اس کی نظر مشال کے موبائل پر پڑی جس کے واٹس ایپ پر "احمر کالنگ" کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔ سائلنٹ ہونے کی وجہ سے صرف اسکرین جھگمگا رہی تھی۔ فون کو دیکھتے اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ کچھ پل خالی نگاہوں سے وہ فون کی روشن اسکرین کو دیکھتا رہا۔ پھر فون اٹھائے زور سے دیوار پر دے مارا۔ موبائل دیوار سے ٹکراتے چکنا چور ہوتے زمین بوس ہو گیا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور مشال کی طرف بڑھا جو آدھ

موئی وہاں پڑی تھی۔ تبھی اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔ کال اس کے ساتھی کی تھی جو نیچے نگرانی پر تھا کہ کچھ بھی گڑبڑ ہوتی تو وہ اسے اطلاع کر دیتا۔ اس نے جلدی سے ریسیو کی۔ اپنی ساتھی کی بات سنتے ہی وہ مشال کو وہیں چھوڑے ہڑبڑاہٹ میں وہاں سے نکل گیا۔

★★★★★★★

سارے ہوٹل کی تلاشی لینے کے بعد وہ جلدی سے رومز کی طرف بڑھ گیا۔ باری باری سارے کمرے چیک کرنے لگا جب ایک کمرے سے گزرتے اس کی نظر آدھ کھلے دروازے سے نظر آتی مشال پر پڑی۔ وہ برق رفتاری سے اس کی طرف بڑھا۔ باقی کے تین ساتھی بھی اس کی عجلت کو دیکھتے اس کے پیچھے بڑھے۔

"سارا کمرہ چیک کر لیا ہے اور کوئی بھی نہیں ہے" ان میں سے ایک ساتھی نے سارا کمرہ دیکھنے کے بعد ہادی سے کہا۔ جو مشال کے سر پر رومال رکھے اس کا خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا اور کھڑے ہوتے پینٹ شرٹ میں ملبوس آدمی کا گریبان تھام لیا۔

"تمہاری ناک کے نیچے یہ سب ہو گیا اور تمہیں کانوں کان خبر نہیں ہوئی؟"

"ہادی چھوڑو اسے۔ پہلے ان کو یہاں سے لے کر چلو" اس نے ہادی سے مینجر کا گریبان چھڑواتے ہداہت دی۔

"اور تم بتاؤ کوئی خفیہ راستہ ہے جو باہر کو جاتا ہو؟" انسپکٹر نواب کے کہنے پر مینجر نے فوراً سر کو خم دیا۔ "ہادی تم جاؤ۔ پیچھے میں سنبھال لیتا ہوں" ساتھ ہی ہادی کو ہدایت دی۔

"تھینکیو سو مچ یار" اس کے کہنے پر انسپکٹر نواب نے اس کا کندھا تھپکا۔

"زیادہ فارمل نا ہو یار، ابھی تم جاؤ" نواب کے کہنے پر ہادی مشال کو سہارا دیئے اس کر ساتھ چل پڑا۔ اس کے ذہین میں اس وقت یہی سوال تھا اگر وہ یہاں نا پہنچ پاتے تو جانے کیا ہو جاتا۔

★★★★★★★

"سمیر تُوں آ گیا؟ سوری یار میں کچھ بزی تھا" ایاز اسے اپنے اپائنٹمنٹ میں داخل ہوتے دیکھ کر فوری اس کی طرف آیا۔ جانتا تھا اس کی اس حرکت سے سمیر کو کتنی مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہو گا۔

"کیا ہوا۔۔؟ ناراض کیوں ہوتا ہے؟ یقین کر یار میں خود پھنس گیا تھا کسی کام میں ورنہ میں تجھے اکیلے نا چھوڑتا" ایاز نے اس کی خاموشی پر وضاحت پیش کی۔ جس پر اس نے اپنی نظریں ایاز پر جما دیں۔

"ایسے تو نا دیکھ" اس نے خفگی سے سمیر کو کہا۔

"ایسا کونسا کام تجھے آن پڑا تھا کہ تُوں نے پلٹ کر میری خبر لینا تو دور میری کال تک کا جواب نہیں دیا؟" اس نے درشتگی سے اپنی بات مکمل کی۔

"بس کچھ کام تھا" اس نے نظریں چرا لیں۔

"اچھا اب غصہ تھوک دے۔ یہ بتا کیا بنا اس کا؟ کتنی باوفا نکلی یا مکار؟" اس نے موضوع بدلنا چاہا۔ وہ اپنی کیفیت بھی سمیر پر عیاں نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سمیر اُسے ویسے ہی جانچتا رہا۔

"ایسے کیا دیکھ رہا ہے؟" ایاز اس کی نظروں سے خائف ہونے لگا تھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ سوچ رہا ہوں تمہیں کس طرح مخاطب کروں؟"

"ہاہاہا۔۔ کیا ہو گیا ہے یار؟ ایک غلطی کی ہے اس پر شرمندہ ہوں۔ اب ایسے تو نا کر"

"نہیں مجھے سمجھ نہیں آ رہا تمہیں ایاز کے نام سے پکاروں یا احمر کے نام سے۔۔؟" سمیر کی بات پر ایاز کے چہرے پر ایک سایہ سا آ کر گزر گیا۔

★★★★★

"تم۔۔ تمہیں میرا نام کیسے پتہ چلا۔۔؟ میرا آئی کارڈ تم نے کیسے دیکھا" ایاز کو پہلا خیال آئی کارڈ کا آیا تھا کہ ایک ساتھ وقت گزارتے رہتے ہیں تو اس کے ہاتھ لگ گیا ہو گا۔ ورنہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ سمیر اُس کی شناخت کر دیتا۔

"وہ اگر مشال جہانگیر تھی تو تم اس کے بھائی احمر جہانگیر ہو" سمیر کے یہ الفاظ گویا اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا گئے۔ دماغ جیسے ماؤف ہو گیا۔ قدم لڑکھڑا گئے.

"تم نے بلکل صحیح کہا تھا ایاز وہ ایک مکار لڑکی تھی۔ جو اپنے بھائیوں کے لیے نکاح سے انکار کر گئی۔ انتہائی مکار تھی "سمیر کے نفرت بھرے انداز پر ایاز جیسے ہوش میں آیا۔

"واقعی مشال جہانگیر جیسی لڑکیوں کو کسی کے گھر کی زینت بننے کا حق ہی نہیں ان کی جگہ تو۔۔۔" سمیر کی بات احمر کے پڑنے والے مکے نے ادھوری چھوڑ دی۔ جس پر بے اختیار سمیر نے اپنا ہاتھ منہ پر رکھا جس سے خون کی ایک بوند نموار ہو رہی تھی۔

"ایک لفظ بھی بکواس کی مشال کے بارے میں تو یہیں زندہ دفن کر دوں گا خبیث۔ وہ معصوم ہے تمہاری طرح نہیں ہے "اس نے غصے سے دھاڑتے سمیر کا گریبان پکڑ لیا۔

"کتنی عجیب بات ہے احمر جہانگیر۔۔ کل تک وہ ایک عام عورت تھی، کسی اور کی بہن، بیٹی تھی تو مکار تھی۔ آج وہ مشال جہانگیر ہے تو معصوم ہے۔۔ واہ۔۔ "ایاز نے اپنا گریبان چھڑواتے تالی بجائی۔ "اب کہاں ہے تمہاری وہ سوچ کہ ایسی لڑکیاں کسی کے گھر کی زینت بننے کے قابل نہیں ہوتیں؟"

"کیا کیا ہے تم نے مشال کے ساتھ؟" ایک بار پھر وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"بتاتا ہوں۔۔ بتاتا ہوں۔۔ پہلے اپنے آپ پر تو کنٹرول رکھو ایاز عرف احمر جہانگیر "اس نے خود کو ایاز کی گرفت سے نکالتے کہا۔ اور دن بھر کی روداد سنانے لگا۔

"جانتے ہو جب تم اپنی بہن کو کال در کال کر رہے تھے اور میں تمہیں کال کر تا رہا اور تمہارا نمبر مسلسل بزی جا رہا تھا۔ لیکن مشال کے فون پر میری نظر پڑی تب میں نے تمہاری واٹس ایپ پر لگی پروفائل دیکھی جس پر مشال نے تمہارا نمبر احمر کے نام سے سیو کیا تھا۔" اس نے بات کے اختتام پر کہا

"مشال ٹھیک ہے نا؟ اسے کچھ ہوا تو نہیں؟" احمر نے بے قراری سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں وہاں سے بھاگ آیا تھا" سمیر کے کہنے پر وہ بے بسی سے وہیں بیٹھتا چلا گیا۔ سمیر کو اس کو ٹوٹتے دیکھ کر ہمدردی ہونے لگی۔

"کیوں تم عورت ذات سے نفرت کرنے لگے تھے کہ تم نے یہ بھی نا سوچا کہ تمہاری نفرت کی زرد میں آ سکتی ہے۔ اس سب کا شکار ہو سکتی ہے۔ جو تم کسی کی بہن بیٹیوں کے ساتھ کرتے تھے؟ اور میں بھی تمہارے ساتھ اس سب میں شریک ہو گیا" سمیر کو سمجھ نا آیا وہ کیسے اپنی غلطی کو درست کرے۔ تبھی احمر نے بولنا شروع کیا۔

"جب میں نے ہوش سنبھالا تب میرے ماں باپ گزر گئے۔ رضا بھائی نے ماں اور باپ بن کر مجھے اور مشال کو پالا۔ ہماری چھوٹی سے چھوٹی خواہشات کو پورا کیا۔ پھر زری بھابھی آئیں انہوں نے بھی ہمیں بلکل اپنا بنا لیا۔ زندگی اچھے سے گزر رہی تھی۔ میں کالج میں تھا جب مجھے منیرہ نام کی لڑکی سے محبت ہو گئی۔ دیکھنے میں بہت خوبصورت اور بہت معصوم تھی، لیکن اتنی ہی مکار تھی۔ مجھے لگا کہ وہ بھی مجھ میں انٹرسٹیڈ ہے تو موبائل نمبرز کا تبادلہ ہو گیا۔ یوں ہم کالج میں ہر وقت ساتھ ساتھ رہتے اور باقی کا دن فون پر بات کرتے رہتے۔ مجھے اس سے اتنی محبت ہو گئی کہ میری محبت دیوانگی میں بدل گئی۔ اس کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔ یہاں تک کہ وہ مجھے سب کچھ چھوڑ دینے کا کہہ دیتی تو میں وہ بھی چھوڑ دیتا۔۔ لیکن۔۔" اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لی۔

"لیکن میری محبت اس کے لیے محض ٹائم پاس تھی۔۔ فریب تھی۔۔ دھوکہ تھی۔ جانتے ہو جب میں نے رشتہ بھیجنے کی بات کی تو اس نے کہا کہ میری اوقات نہیں ہے کہ میں اس سے شادی کر سکوں۔ میں اسے کیا دے سکتا

ہوں؟ میں تو خود اپنے بھائی کے رحم و کرام پر ہوں۔ بہت منتیں کی میں نے اس کی۔ میں نے اسے کہا کہ اسے کوئی تکلیف نہیں آنے دوں گا، میں محنت کروں گا۔ دنیا کی ساری آسائش اس کے قدموں میں ڈھیر کر دوں گا لیکن اس نے اپنی منگنی اپنے کزن کے ساتھ کر لی۔ جو امریکا میں تھا۔ پھر وہ جلد ہی شادی کے بعد امریکا چلی گئ۔ تب مجھے نفرت ہو گئی اس محبت کے نام پر ڈھونگ سے۔۔ اور عورت ذات سے۔۔۔ میں نے اپنی تعلیم چھوڑ دی۔ گھر میں سب جانتے تھے منیرہ کے بارے میں۔ سب نے مجھے بہت سنبھالنے کی کوشش کی۔ تبھی ایک دن میری گاڑی کا ایکسیڈینٹ ہوا جس سے میری ملاقات سیٹھ الیاس سے ہوئی۔ ایک دو ملاقات کے بعد اس نے مجھے اپنے کام میں شامل کرنے کا کہا۔ اور مجھے یہ کام بُرا نہیں لگا میرا یہ خیال تھا کہ ایسی لڑکیوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیئے۔" احمر کی آنکھیں ضبط سے سرخ انگارہ ہونے لگئیں۔

"تم نے ایک عورت کی سزا اتنی عورتوں کو دے دی۔ اور اس سب میں میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہو گیا۔ کاش ہم دونوں کبھی ملے ہی نا ہوتے" سمیر کے لیے یہ زندگی بھر کا سبق تھا۔ "اور اب دیکھو اب اپنی ہی بہن اس سب میں شامل ہو گئ" سمیر نے اپنے دونوں ہاتھ سے بالوں کی مٹھیاں بھر لیں۔

"تم سمیر۔۔ تم دعا کرو وہ خریت سے ہو" احمر اپنی بات مکمل کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کتنی عجیب بات ہے ایاز۔ ہم کسی کی بہن بیٹی کے ساتھ بُرا کرتے وقت بھول جاتے ہیں کہ کبھی وہی سب کچھ ہماری اپنی بہن۔۔ بیوی۔۔ بیٹی کو بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ جب ہم خود دوسروں پر غلط نگاہ رکھیں گے، ان کے ساتھ غلط کریں تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہماری بہنیں محفوظ رہے گی؟ ہم ان کو سات پردوں میں بھی کیوں نا رکھ لیں ہم ان کی حفاظت نہیں کر پاتے۔ کیونکہ ہم نے جو بویا ہے اسے کاٹنا بھی پڑتا ہے" سمیر کی آواز پر آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے۔

"ایک وعدہ کروایاز مجھ سے کچھ بھی ہو جائے تم۔۔ میری بہن کی نظروں میں مجھے گرنے نہیں دو گے۔ پلیز اسے اس سب کا کچھ علم نا ہو" اس نے اپنا ہاتھ سمیر کی طرف بڑھایا۔ جسے اس نے تھام لیا اور احمر جلدی سے وہاں سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

★★★★★★★★

"مشال ابھی تک گھر نہیں آئی۔۔؟" ہادی نے فکر مند زرش سے پوچھا۔ زرش نے انہیں کال کر کے بتا دیا تھا کہ مشال ابھی تک گھر نہیں پہنچی، یونیورسٹی کا ٹائم ختم ہوئے ایک گھنٹے سے اوپر ہو گیا تھا۔ طرح طرح کے وہموں سے تنگ آگئی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ مشال کوئی غلط قدم اٹھائے وہ فون پر سمیر کی آواز سن چکی تھی جس سے اسے اتنا معلوم ہو گیا تھا وہ اس لڑکے سے ملنے ہوٹل گئی ہے۔ اسی لیے اس نے ہادی کو بتانے کے لیے آفس سے گھر بلایا تھا۔ رضا یا احمر کو بتاتی تو ہنگامہ ہو جاتا۔

"ہاں۔۔ میں نے کال کی تھی پیچھے سے کسی لڑکے کی آواز بھی آئی تھی جو شاید کسی ہوٹل کی بات کر رہا تھا تبھی کال کاٹ دی مشال نے۔ ہادی کچھ کرو کہیں وہ کچھ غلط نا کر لے۔ اگر ایسا ہوا تو رضا تو رضا احمر اس کی جان لے لے گا۔" زرش کے ہر انداز سے تشویش عیاں تھی۔

"آپ فکر نہیں کریں۔ میں پتہ کرتا ہوں۔ رضا بھائی یا احمر آجائیں تو آپ ان کو سنبھال لیجئے گا۔" ہادی اپنی بات مکمل کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بے چین تھا اس کے ذہن میں مشال کی صبح والی بات ہی گھوم رہی تھی۔ اس نے سب سے پہلا کام اپنے قابل اعتماد دوست انسپکٹر نواب سے رابطے کا کیا تھا تا کہ بغیر کسی مسلے کے سارا معاملہ حل کیا جا سکے اور کسی کو مشال کی گمشدگی کی خبر بھی نا ہو۔ جلد ہی مشال کا نمبر ٹریس کر لیا گیا تھا۔ اور وہ بغیر کسی تاخیر کے نواب کے ساتھ ہوٹل پہنچ چکے تھے۔ ساری تلاشی کے باوجود مشال نہیں ملی تھی۔ اسے لگا وہ مشال کو کھو دے گا۔ تبھی وہ اوپر کے فلور پر رومز کی طرف بڑھے جب آدھ کھلے دروازے سے اسے مشال نظر آگئی۔۔

"سر آپ کی پیشنٹ سے آپ مل سکتے ہیں" اسے خیالوں سے نرس کی آواز واپس لے آئی۔ وہ سرعت سے روم کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں مشال کے سر پر پٹی بندھی تھی اس نے ہادی کو دیکھتے آنکھیں موند لیں آنسو پلکوں کی بار توڑے نمودار ہونے لگے۔ شرمندگی سے اس کا دل مر جانے کو چاہا۔

"ریلیکس مشال۔ سب ٹھیک ہے۔ ابھی گھر چلتے ہیں میری پہلے ہی ڈاکٹر سے بات ہو گئی ہے چوٹ گہری نہیں ہے ہم گھر جا سکتے ہیں"

"نہیں۔۔مجھے گھر نہیں جانا۔۔مجھے کسی کا سامنا نہیں کرنا۔کس منہ سے میں گھر جاؤں گی؟" وہ پھوٹ کر رو دی۔

"اس پر بعد میں بات کرتے ہیں ابھی گھر چلو۔ ہسپتال میں ایسی باتیں مناسب نہیں"

"لیکن۔۔"

"کچھ نہیں ہو گا۔ مجھ پر ایک بار بھروسہ کر کے دیکھو" ہادی نے اس کی بات کاٹتے کہا۔ جس پر وہ خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ بھی اپنے ساتھ لیے گاڑی میں آ گیا۔ اور خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔

"ضرور یہ گھر جا کر سب کے سامنے مجھے طنز کرے گا کہ یہ تھا میرا آئیڈیل جس کے لیے میں نے اسے ٹھکرا دیا تھا۔۔اللہ کیا میرا راز اسی پر عیاں ہونا تھا؟" وہ اپنی سوچوں میں گم گاڑی سے گزرتے مناظر دیکھ رہی تھی۔

"دیکھو مشال میری بات سنو۔" اس نے گاڑی ایک سائیڈ پر روکتے اسے مخاطب کیا۔ جس پر اس نے محض اسے دیکھا۔

"گھر میں کسی کو نہیں پتہ کہ تم کسی لڑکے سے ملنے گئی ہو۔ میں جانتا ہوں تمہارے گمشدگی سے ان کو یقین ہو گیا ہو گا کہ تم کسی لڑکے کے ساتھ تھی۔ لیکن ان کے اس یقین کو میں توڑ دوں گا بس تم نے خاموش رہنا ہے اوکے؟" اس کے کہنے پر مشال نے ہلکے سے سر کو خم دیا اور وہ دوبارہ ڈرائیو کرنے لگا۔

"کیا واقعی میرا ساتھ دے گا؟ لیکن اس سب سے اسے کیا ملے گا؟" ایک بار پھر وہ سوچوں میں گم ہو گئی جب ہادی نے گاڑی گھر کے اندر داخل کی۔ مشال کی آنکھوں میں خوف ناچنے لگا۔

"ایک بار بھروسہ کر لو کچھ بھی نہیں ہو گا۔ بس خود کو ریلیکس کرو" ہادی کے کہنے پر وہ سر ہلاتی گاڑی سے اتر گئی اور دونوں گھر میں داخل ہو گئے۔ جہاں رضا بے چینی سے یہاں سے وہاں ٹہل رہے تھے۔ احمر سرخ آنکھوں سمیت ہاتھ میں فون لیے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ جب اس کی نظر ان دونوں پر پڑی۔ رضا بھی دونوں کو دیکھتے جلدی سے اس طرف بڑھ آئے۔ اس سے پہلے کہ زرش بھی مشال کی چوٹ دیکھ کر اس کی طرف بڑھتی۔ رضا ان کے قریب پہنچتے دھاڑے۔

"کہاں تھی تم۔۔؟" رضا کے ڈھارنے پر مشال اپنی جگہ سہم گئی۔

"رضا بھائی" ہادی نے آگے بڑھتے انہیں تھاما جو غضیلے تیورات سمت مشال کی طرف بڑھے۔ احمر کی زبان جیسے تالو سے جا لگی تھی وہ کس منہ سے مشال سے باربرس کرتا؟

"کہاں تھی یہ؟ کس کے ساتھ تھی؟ اور کیا گل کھلا کر آ رہی ہے؟" انہوں نے مشال کو زہر آلود نگاہوں سے دیکھا، جیسے ان کا بس چلے تو ابھی اس کی جان لے لیں۔

"رضا بھائی آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ مشال کہیں نہیں گئی تھی۔" ہادی نے ان کو صوفے پر بیٹھاتے کہا۔ جبکہ مشال نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔

"جب زرش آپی نے مجھے بتایا تو میں یونیورسٹی سے معلوم کرنے گیا تھا جہاں سے مجھے پتہ چلا کہ مشال کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ پھر میں وہاں سے ہسپتال چلا گیا۔ وہاں کی فارمیلٹیز اور پریشانی میں وقت کا احساس نہیں ہوا اور آپ لوگوں کو انفارم بھی نہیں کر سکا۔ جب مشال بہتر ہوئی تو ہم لوگ گھر آ گئے" اس بار ہادی نے تفصیلاً جواب دیتے اصل

بات پر پردہ ڈال دیا۔ جس سے رضا کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا۔ جبکہ احمر کا جیسے دماغ ماؤف تھا سوچنے سمجھنے کی صلاحیت صلیب ہو گئی تھی کہ کیا کہے کیا نہیں؟

زرش متفکر سی جلدی سے مشال کی طرف بڑھی اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"اب کیسی ہو؟ زیادہ چوٹ تو نہیں آئی؟" زرش کی اپنائیت مشال کو مزید نادم کر گئی۔ اس کا دل کہیں غائب ہو جانے کو کیا۔ کیسے وہ ان سب کا سامنا کرتی؟ وہ آگے بڑھتے زرش کے گلے لگ گئی۔ آنسو شدت اختیار کر گئے۔

"مشی۔۔میری جان۔۔! کیا ہوا؟ زیادہ چوٹ آئیں ہیں؟" مشال کے آنسو زرش کو پگھلا گئے۔ مشال ان سب کا سامنا نہیں کر سکتی تھی اسی لیے زرش سے الگ ہوتے اوپر اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

"اسے کیا ہوا ہے؟" زرش کو تشویش ہونے لگی۔ "میں دیکھتی ہوں کہیں زیادہ درد نا ہو رہی ہو" زرش نے اس کے پیچھے جانا چاہا لیکن ہادی نے منع کر دیا۔ احمر بغیر کچھ کہے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

★★★★★

"" کتنی عجیب بات ہے احمر جہانگیر۔۔ کل تک وہ ایک عام عورت تھی۔ کسی کی بیٹی، بیوی تھی تو مکار تھی آج وہ مشال جہانگیر ہے تو معصوم ہے۔۔واہ۔۔"

وہ چاہ کر بھی ایاز کی باتوں کو ذہین سے جھٹک نہیں پا رہا تھا۔ نفرت ہونے لگی تھی اس کو خود سے۔ آج جو کچھ ہوا تھا وہ اس کی زندگی بدل گیا تھا۔

"تم نے یہ بھی نا سوچا کہ کبھی تمہاری بہن بھی اس سب کا شکار ہو سکتی ہے"

یہ آوازیں اس کا پیچھا چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔ اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے لیکن آوازیں اس کے آس پاس بڑھتی گئی۔ وہ اپنے بالوں کو دونوں مٹھیوں میں دبائے کھینچنے لگا آنکھیں سرخ سے سرخ ہوتیں جا رہی تھیں۔

"واقعی مشال جہانگیر جیسی لڑکیوں کو کسی کے گھر کی زینت بننے کا حق ہی نہیں"

جب وہ ان آوازوں سے چھٹکارا نا پا سکا تو کمرے سے باہر نکل آیا۔ قدم خود بخود مشال کے کمرے کے سامنے رک گئے۔ اندر سے ہچکیوں کی آواز اس بات کی گواہ تھی کہ وہ رو رہی ہے۔ شاید رونے کے ساتھ ساتھ کچھ بڑبڑا بھی رہی تھی۔ جو وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ ہینڈل پر ہاتھ رکھے دروازہ کھولنا چاہا لیکن ہاتھ کپکپانے لگے۔ یہ سب مشال کا کیا نہیں تھا یہ سب تو اس کا اپنا گناہ تھا جو اس کے ساتھ ساتھ اس کے گھر والوں کے سامنے آ رہا تھا۔ اس نے ضبط سے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن پھر دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا لیکن سامنے مشال کو اپنے ہاتھ میں چھری پکڑے دیکھ کر اس کے قدم وہیں جم گئے۔

★★★★★★★★

"" دماغ خراب ہے تمہارا کیا کر رہی ہو یہ ؟" اس نے برق رفتاری سے مشال کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ سے چھری چھینتے دور پھینک دی۔

"ہاں دماغ ہی تو خراب تھا میرا۔ پاگل ہوں میں۔۔" اس کے روتے ہوئے وہیں زمین پر بیٹھے پھوٹ کر رونے پر احمر اپنی مٹھیاں بھینچ گیا۔ کس دوراہے پر وہ کھڑا تھا؟ جہاں وہ بہن کی سرزنش نہیں کر سکتا تھا۔ کس طرح وہ ایک غیرت مند بھائی کی طرح بہن کے اس اقدام پر غصہ کرتا۔ اسکا مجرم وہ خود بن بیٹھا تھا۔ اس کے کی ئے کی وجہ سے آج اس کی بہن اذیت میں تھی۔ تڑپ رہی تھی۔ اسے قرار کیسے آتا؟

"مشال۔۔" اس نے مشال کے پاس بیٹھتے کچھ کہنا چاہا۔

"میں اچھی بہن نہیں ہوں احمر۔ میں نے اپنی بھوئیوں کا مان توڑا ہے۔ میں کیسے سب کا سامنا کروں گی؟" اس کے آنسوؤں اور ہچکیوں میں شدت اترنے لگی۔

"تم بہت اچھی بہن ہو مشال۔ بس تمہیں میرے کی ئے کا سامنا کرنا پڑا" آخری بات زبان پر لانے کی اس میں سکت نہیں تھی اسی لی ئے بس بڑبڑا کر رہ گیا۔ احمر کی بات پر وہ بھی سنبھل گئی کہ آج جو کچھ ہوا اس سے کوئی بھی آگاہ

نہیں تھا سوائے ہادی اور اس کے۔

"تم نے کچھ نہیں کیا مشال "احمر کی بات پر وہ اس کے گلے لگے رونے لگی۔ اب کیسے بتاتی کہ ساری حد ہی تو پار کر دی تھی اس نے اپنے بھائیوں کے مان کو توڑنے میں۔

احمر اپنی بہن کے آنسو کیسے برداشت کرتا؟ اسے خود سے نفرت ہونے لگی۔ "مشال مجھ سے ایک وعدہ کرو" اس نے اسے خود سے الگ کرتے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مشال نے بھیگی آنکھیں اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ پر جما دی اور پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دھر دیا۔

"وعدہ کرو کبھی اپنے بھائی سے نفرت نہیں کرو گی" احمر کی بات پر اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"وعدہ کرو مشال" اس نے ایک بار پھر اپنی بات دہرائی جس پر اس نے اپنے سر کو اثبات میں خم دیا۔

" اور وعدہ کرو تم ہادی سے شادی کر لو گی" احمر کی بات پر اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر آنسو بہنے لگے۔

"وہ مجھ سے شادی کبھی نہیں کرے گا" اس کا سر جھک گیا۔

"وہ بہت اچھا ہے۔ وہ محبت کرتا ہے تم سے کبھی انکار نہیں کرے گا۔ اس لیے تم وعدہ کرو" احمر کی بات پر اس نے سر اٹھائے اسے دیکھا اور کچھ پل کے بعد پھر سے سر کو خم دیا۔

"ہمیشہ خوش رہو" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا لمبے لمبے ڈاک بھرتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

★★★★★

جانے کتنے پل بیتے تھے لیکن اس کو کہیں قرار نہیں تھا۔ آج جو کچھ ایاز کے ساتھ ہوا وہ اس کے دماغ میں نقش ہو چکا تھا۔ پچھتاوا اسے مکمل گھیرے میں لے چکا تھا۔ یہ کیسا مکافات عمل ہوا تھا؟ وہ بے چینی سے یہاں سے وہاں ٹہل رہا تھا جب احمر اندر داخل ہوا۔ لیکن سمیر نے اسے مکمل نظر انداز کر دیا۔

"میں جانتا ہوں آج جو کچھ ہوا وہ ہم دونوں کے لیے اذیت اور سبق تھا۔ میری وجہ سے تم بھی اس غلط کام میں

میرے ساتھ شامل تھے" اس نے ندامت سے سمیر کو مخاطب کیا۔ لیکن دوسری طرف ہنوز خاموشی برقرار تھی۔

"یہ تمہارے لیے ہے" احمر نے ایک لفافہ اس کی طرف بڑھایا جس پر اس نے احمر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میں تمہیں اس کام میں لے کر آیا تھا۔ اب میں ہی تمہیں یہاں سے نکالوں گا۔ یہ دبئی کا ٹکٹ اور کچھ پیسے ہیں، وہاں پر میرا ایک جاننے والا دوست ہے وہ تمہارے رہنے اور کام کا بندوبست کر دے گا۔ وہاں تم ایک نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کر سکتے ہو۔ یقین رکھو جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے بعد میں تمہیں دوبارہ غلط کام کی طرف نہیں لے جا سکتا" احمر نے اسے شک و پیچ میں دیکھ کر کہا وضاحت دی۔

"میں جانتا ہوں تم سوچ رہے ہو گے کہ یہ کام میں تمہیں پہلے بھی دلا سکتا تھا لیکن تب میں بہکا ہوا تھا۔ مجھے میرے کام کے لیے پارٹنر کی ضرورت تھی اسی لیے یہ آفر پہلے نہیں دی۔ اس لیے پلیز اب اسے رکھ لو" احمر کی بات پر سمیر نے وہ لفافہ تھام لیا۔ سمیر کے پاس کوئی لفظ نہیں تھے کہ وہ کس طرح احمر کو تسلی دیتا یا اس کے کیے پر اسے کڑی کڑی سناتا۔

"جاؤ تمہاری فلائٹ کا ٹائم ہونے والا ہے اور میرا اور اپنا یہ راز اپنے اندر ہی دفن کر لینا" احمر نے نظریں جھکائے التجا کی۔ سمیر نے بغیر کچھ کہے اسے گلے سے لگا لیا۔ ایک وقت گزرا تھا دونوں کی دوستی میں۔ احمر کی آنکھیں سرخ ہونے لگئیں۔

"ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا سمیر"

"اپنا خیال رکھنا" سمیر اس سے الگ ہوتے چلا گیا۔ احمر کا دل پھوٹ پھوٹ کر رونے کو کیا۔ وہ اب واپس گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔ کیسے وہ گھر میں مشال کا سامنا کرتا؟ کیسے وہ سب کچھ دیکھ پاتا جو اس کی وجہ سے اس کی بہن کو دیکھنا پڑا۔ اب اسے کہیں اور جانا تھا۔ کچھ کام ابھی باقی تھا جو اسے مکمل کرنا تھا۔۔ اسی لیے اپنے آنسو پونچھتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس)اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

★★★★★★★

"آؤ ایاز آؤ۔۔ آج رات کو آئے ہو یعنی کوئی خوشخبری لائے ہو۔۔ بتاؤ کتنے شکار لے کر آئے ہو؟" باس نے سگار کا لمبا سا کش لیتے اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر کمینگی سے کہا۔

"آج میں سب سے بڑا شکار کرنے آیا ہوں" اس نے تلخ مسکراہٹ سے جواب دیا۔ جس پر سیٹھ الیاس کا قہقہ گھونج اٹھا۔

"مطلب کافی حسین شکار ہے؟" اس نے خباثت سے پوچھا۔

"حسین نہیں ہے بہت بھیانک ہے۔ جو سب کچھ نگل گیا۔" احمر نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔ لیکن اب وہ کسی کو نہیں نگل سکے گا"

"ارے ایسے تو نا کہو۔ بھیانک کی ہی قیمت ہوتی ہے۔ فکر نا کرو قیمت میں وصول کر لوں گا۔ تم بس اسے ہمارے حوالے کر دو"

"ٹھیک ہے لیکن پہلے اپنے اس چمچے کو یہاں سے بھیجو" اس نے پیچھے کھڑے باڈی گارڈ کی طرف اشارہ کیا۔ جس پر سیٹھ الیاس نے ایک اشارے سے اسے وہاں سے بھیج دیا۔ ایاز اس کا دایاں بازو تھا اس سے اسے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ اسی لیے اس کو چیکنگ کے بغیر ہی آنے جانے کی اجازت تھی۔

"ہاں اب بتاؤ۔ کتنی بھیانک ہے وہ۔ کتنے گھائل کرے گی؟" اس نے دوبارہ احمر کی طرف متوجہ ہوتے خباثت سے استفسار کیا۔

"خود ہی دیکھ لو کہ یہ کتنا بھیانک شکار ہے؟ اور یہ کہ موت کتنوں کو گھائل کر سکتی ہے" اس نے اپنی جیب سے گن نکالتے سیٹھ الیاس پر تان لی۔ جس پر ایک پل کو اس کا چہرہ فق ہوا لیکن اگلے ہی پل قہقہ لگا دیا۔

"لگتا ہے آج تم نیند میں ہو" اس نے ہلکے میں بات کو اڑا دیا۔

"نہیں سیٹھ الیاس آج ہی تو نیند سے جاگا ہوں۔ آج ہی نیند میں غافل لوگوں کو ہمیشہ کے لیے سلانے آیا ہوں" اس سے پہلے کہ وہ اپنے گارڈ کو بلاتا، احمر نے بغیر موقع ضائع کیے ٹیگر دبا دیا۔ ایک بار نہیں بار بار دبایا یہاں تک کہ میگزین خالی ہو گیا۔ اور سیٹھ الیاس جس کا قہقہ کچھ دیر پہلے گونج رہا تھا اب بے جان خون میں لت پت پڑا تھا۔ گن سلائنسر کی وجہ سے آواز باہر تک پہنچنے میں ناکام تھی۔ وہ گن واپس چھپا تا خود کو نارمل کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ اب اسے ایک کام مزید کرنا تھا اسی لیے وہاں سے جلدی جلدی باہر نکلتے گاڑی دوڑا دی۔ ڈرائیونگ کے دوران اس نے موبائل نکالے کچھ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ ہی سیکنڈرز کے بعد کال ریسیو کرلی گئی۔

"کیا سوچا ہے تم نے؟" کال ریسیو ہوتے ہی فٹ سے سوال داغ دیا۔ دوسری طرف جانے کیا کہا گیا تھا جس کے جواب میں وہ مطمئین ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے جو تصویر تمہیں بھیجی تھی کل صبح وہ ہر حال میں اپنے مقام تک پہنچ جانا چاہیئے۔ یاد رکھنا اگر وہ زندہ بچا تو تم زندہ نہیں رہو گے۔ تم دونوں میں سے ایک ہی زندہ رہے گا" اس نے اپنے لفظوں کو چباتے سخت انداز میں کہا۔ دوسری طرف سے تسلی ہو جانے کے بعد اس نے کال بند کر دی۔ گھر جانے کا اس کا من نہیں تھا جب بھی وہ گھر کا سوچتا مشال کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا۔ لیکن وہ آج کی آخری رات اپنے گھر میں ہی گزارنا چاہتا تھا اسی لیے گاڑی گھر کی طرف موڑ دی۔

★★★★★★★

"مشال پھوپھو نیچے آجائیں ناشتہ کرلیں" محسن نے اوپر اس کے کمرے میں آتے کہا۔ مشال اپنے کیے پر شرمندہ تھی لیکن اب اپنی غلطی کو سدھارنا تھا۔ گھر میں سب کے دلوں میں اپنا مقام دوبارہ بنانا تھا۔ اس کے لیے اسے سب کے ساتھ دوبارہ گھلنے ملنے کی کوشش کرنی تھی سو یہی سوچ کر وہ خاموشی سے محسن کے ساتھ نیچے آ گئی۔ جہاں اتوار کی وجہ سے سب ہی کھانے کی میز پر موجود تھے.

"مشال نے اپنی چیئر سنبھال لی۔ احمر نے ایک نگاہ مشال پر ڈالی جس کی آنکھیں سرخ اور سوجی کوئی تھیں گویا اس کے رات بھر رونے کی داستان سنا رہی تھیں۔ احمر کو اپنا آپ مجرم لگنے لگا۔ جب جب وہ مشال کو دیکھتا تھا اپنا کیا اس کے سامنے آنے لگتا جو آج تک وہ لڑکیوں کو اسمگل کرتا رہا تھا۔ اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی۔

"تم کچھ لے کیوں نہیں رہی؟ کیا لو گی؟" زرش نے اسے ویسے ہی بیٹھے دیکھ کر محبت سے استفسار کیا۔ زرش کی نرمی پر مشال کو ندامت نے آن گھیرا۔ کیسے وہ زرش سے بدگمان ہوئی تھی۔

"لے رہی ہوں" اس نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے آملیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا جو ہادی کے سامنے پڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنا ہاتھ واپس لے جاتی ہادی نے اپنا ناشتہ کرنے کے دوران خاموشی سے آملیٹ کی پلیٹ مشال کی طرف بڑھا دی۔ مشال پلیٹ تھامتے اس کے چہرے کو جانچنا چاہا لیکن وہاں کل کے واقعات کا کوئی نشاں نہیں تھا۔

"کیا اسی کے سامنے میرا راز کھلنا تھا جس کو میں نے سمیر کے لیے رد کیا تھا؟ وہ اپنے ناشتے پر جھکی ہادی کے بارے میں سوچنے لگی "ہاں شاید اسی کو میرا ہمراز بننا تھا اگر رضا بھائی یا احمر وہاں آجاتے تو یہ راز کبھی نا بن پاتا بلکہ ایک الگ ہی قیامت لے آتا"

"اوکے آپ لوگ ناشتہ کریں مجھے کچھ کام سے جانا ہے" احمر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مشال کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ایک نرم مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اور ایک نظر سب کو پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

★★★★★

" تھینکیو "مشال نے لاؤنج میں اکیلے بیٹھے ہادی کو دیکھتے کہا۔ جس پر اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میری مدد کرنے کے لیے اور۔۔۔"

"وہ بات یہیں بھول جاؤ۔کچھ بھی نہیں ہوا تھا کل۔اس لیے شکریے کی ضرورت نہیں ہے" اس نے چینل سرچ کرتے سنجیدگی سے کہا۔ہادی کی بات پر اس کی ندامت مزید بڑھ گئی۔اسی لیے چپ چاپ وہاں سے جانے لگی جب اس کی نظر ٹی وی کی اسکرین پر نظر آتے منظر پر پڑی۔

"کراچی کے علاقے۔۔۔میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ایک افراد جاں بحق کچھ مزید تصیلات کے ساتھ کچھ مناظر بھی اسکرین پر نمودار تھے۔

"جاں بحق ہونے والے افراد کے شناختی کارڈ کی مدد سے شناخت ہوئی ہے۔اس کا نام احمر جہانگیر بتایا جاتا ہے۔" یہ خبر سنتے ہی گویا دونوں کا دماغ گھوم گیا۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔احمر کیسے۔۔؟" غائب دماغی سے بڑبڑاتے مشال وہیں نیچے بیٹھ گئی۔اس کا اپنے قدموں پر کھڑا رہنا محال ہو گیا۔تبھی زرش اور رضا بھی لاؤنج میں پہنچ گئے لیکن دونوں کے فق چہرے دیکھ کر گھبرا گئے۔

"کیا ہوا ہے؟" رضا نے آگے بڑھتے پوچھا لیکن ہادی کی نظروں کے تعاقب میں ٹی۔وی کو دیکھا جہاں ابھی تک وہی نیوز نشر تھی۔

"احمر۔۔" رضا کے قدم بھی لڑکھڑا گئے۔

★★★★★★

احمر سب کو اپنے غم سے نڈھال کرتا اس دنیا سے چلا گیا۔نا قاتل کا پتہ چلا نا قتل کی وجہ۔سب ہی غم سے نڈھال تھے۔احمر سب کو ہی جان سے پیارا تھا۔وقت تیزی سے گزرنے لگا۔آہستہ آہستہ زندگی اپنی روٹین میں لوٹنے لگے۔اب زندگی میں احمر بس ایک یاد کی صورت تھا جو سب کو غمزدہ کر دیتی۔جیسے جیسے وقت بیتنے لگا سب اپنی زندگی میں لوٹ آئے۔مشال کے ساتھ سب کا رویہ پہلے سا ہی تھا۔نرم شفیق۔وہ اپنے کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی جب رضا اس کا کمرہ ناک کرتے داخل ہوئے۔

"بیٹھیں بھائی" اس نے رضا کو سامنے کھڑے دیکھ کر کہا۔ وہ خاموشی سے سامنے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"میں تمہارا برا نہیں چاہتا لیکن تمہیں اپنی نظروں سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لیے میں نے ہادی کا انتخاب کیا تھا کہ تم ہم دونوں بھائیوں کی نظروں میں رہتی۔ لیکن اب احمر چلا گیا ہے، میری زندگی میں تم ہو مشال۔ اس لیے میں تمہاری خوشی میں خوش ہوں۔ میں میجر سے ملنے کے لیے تیار ہوں" رضا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کی، اس سے بے خبر کے وہ مشال کے زخم کرید چکے ہیں۔

"بھائی پلیز مجھے معاف کر دیں۔ مجھے اس سے شادی نہیں کرنی جہاں آپ کہیں گے میں وہاں کروں گی" مشال کی آنکھیں نا چاہتے ہوئے بھی نم ہونے لگئیں۔

"لیکن تم۔۔۔" رضا نے حیرت سے مشال کو دیکھا۔

"میں اس سے رابطے میں نہیں ہوں۔ احمر کے جانے سے پہلے ہی میں اس سے رابطہ ختم کر چکی ہوں" مشال کے سامنے پھر سے اس دن کے منظر گھومنے لگے۔

"پلیز بھائی مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کا۔۔۔ احمر بھائی، زرش اور ہادی کا دل دکھایا ہے۔ آپ لوگوں کا مان توڑا ہے" وہ اپنی جگہ سے اٹھی رضا کے گھٹنوں میں سر رکھے رو پڑی۔

"بس مشال۔۔۔ رونا بند کرو۔ میں تمہیں روتا نہیں دیکھ سکتا" انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"کیا تمہیں ہادی سے شادی پر اعتراض نہیں ہے؟" کچھ توقف کے بعد انہوں نے استفسار کیا۔

" وہ نہیں مانیں گے" مشال کو ایک بار پھر ندامت ہوئی کیسے وہ زرش اور ہادی کو ہرٹ کر چکی تھی۔ اور اب یہ کیسے ممکن تھا کہ ہادی مان جاتا؟

"ایسے ہی نہیں مانے گا؟ ابھی کان کھینچوں گی تو فٹ سے ہاں کرے گا" زرش نے کمرے میں داخل ہوتے مسکرا کر کہا" اور میں یہ دودھ لے کر آئی تھی۔" اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"زرش ائی ایم سوری۔۔ میں نے تمہارے ساتھ مس بی ہیو کیا" مشال اٹھتے ہوئے اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"جو ہوا اسے بھول جاؤ۔۔ اور خبر دار آئیندہ جو سوری کہا تو۔۔ مجھے اپنی ہنستی مسکراتی اور شرارتی مشی اچھی لگتی ہے یہ فارمل نہیں" زرش نے اس کا گال تھپتھپایا۔ مشال نے نم آنکھوں سے اس کو گلے لگالیا۔ ایک نامحرم کی محبت میں کتنی عزیم محبتیں وہ کھونے چلی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا کہ وہ بہت بڑے خسارے سے بچ گئی تھی۔

★★★★★

"ہادی میں نے سوچا ہے کہ تمہاری اور مشال کی منگنی رکھ لی جائے؟" زرش نے کھانے کے دوران ہادی کو مخاطب کیا۔ اس وقت کھانے پر مشال اور ہادی ہی موجود تھے۔ زرش کی بات پر دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا۔ مشال نے ہادی کو دیکھتے نظریں جھکالیں۔

"میری منگنی کا قصہ کہاں سے آگیا؟' اس نے دوبارہ کھانا کھاتے زرش سے پوچھا۔

"قصہ بنانے کے لیے ہی کہہ رہی ہوں۔ تاکہ پھر میں تمہیں تمہاری منگنی کے قصے سناؤں کہ فلاح ایسی لگ رہی تھی۔ اس نے یہ کیا تو وہ کیا" زرش نے ہلکے میں بات کو لیتے کہا۔

"اچھا تو میری منگنی کے لیے ایک عدد لڑکی کی ضرورت ہوگی پہلے اسے ڈھونڈ لیں" وہ مشال کو دیکھتے مزے سے سلائس کھانے لگا۔

"کیا مطلب ہے؟ یہ بیٹھی ہے تمہارے سامنے" زرش کے ایک دم اس کی طرف اشارہ کرنے پر وہ گھبرا گئی جبکہ ہادی ایک آئی برو اٹھائے اس کا جائزہ لینے لگا۔

"ہوں۔۔ یہ۔۔۔؟ بلکل نہیں" کچھ سوچ کر اس نے انکار کر دیا۔ مشال کا چہرہ مزید جھک گیا وہ جانتی تھی ہادی کبھی نہیں مانے گا۔ اس نے رد کیا تھا اسے۔ وہ کیسے مان جاتا؟

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" زرش کو بھی پریشانی نے آن گھیرا۔

"مطلب یہ کہ مجھے شادی کے بعد بجلی کی تاروں کے ساتھ بندھنے کا شوق نہیں ہے" اس نے مزے سے سلائس منہ میں ڈالا اور مشال کو دیکھنے لگا۔ مشال سمجھ گئی وہ اسی کا جملہ اسے لوٹا رہا ہے۔ جبکہ زرش نے اسے گھورا۔

"زرش میں مشال سے بات کرنا چاہتا ہوں" اس نے اچانک سنجیدہ ہوتے کہا۔ زرش بھی چاہتی تھی دونوں ایک بار کھل کر بات کرلیں اسی لیے بغیر کچھ کہے مسکراتے ہوئے چلی گئی۔ زرش کے جانے کے بعد مشال نروس ہونے لگی۔

"میں نے آپ کو ہرٹ کیا۔ ائی ایم سوری۔ آپ چاہیں تو اس رشتے سے انکار کرسکتے ہیں۔۔" مشال نے سر جھکائے کہا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے پسند نہیں کرتی مشال۔" اس کی بات پر مشال نے کچھ کہنا چاہا لیکن ہادی نے اسے بولنے سے روک دیا۔

"میں جانتا ہوں اب تم مجھے ناپسند بھی نہیں کرتی۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی ریجکشن کو انا کا مسلہ بنا لیں۔ وہ بس ایک بھول تھی جو تم سے سرزد ہوئی۔ جس کی سزا سب کو مل چکی ہے۔ میں نے تم سے محبت کی ہے۔ میرے آؤٹ اف کنٹری جانے سے پہلے مجھ سے رضا بھائی نے تمہارے لیے بات کی تھی۔ مجھے تم سے محبت نہیں تھی لیکن بُری بھی نہیں لگی تھی۔ لیکن باہر جاکر جانے کیوں میں تمہارے بارے میں سوچنے لگا۔ کچھ زرش کی باتوں میں بھی تمہارا ہی ذکر ہوتا۔ مجھے تمہارے ذکر تمہاری باتیں اچھی لگنے لگی۔ اور دل کے قریب بھی محسوس ہونے لگی۔ تم نے بس سمیر کو سمجھنے میں بے وقوفی کی کیونکہ کسی بھی میجر یا آفیسر کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا کہ اپنی فیملی یا دوستوں کے علاوہ کسی سے راتوں بات کرسکے۔ یا گیمز وغیرہ میں وقت ضیاع کریں خیر جو بھی ہوا۔ میری زندگی میں اب بھی تمہارا مقام وہی ہے۔ جہاں محبت ہو وہاں غلطیاں نظر نہیں آتی اگر آ بھی جائیں تو انہیں معاف

کیا جاتا ہے نا کہ سزا دی جاتی ہے۔ رہی بات سمیر کی وہ تمہارا پاسٹ تھا۔ اور میں تمہارا آج ہوں۔"

"میں جانتا ہوں تم مجھ سے محبت نہیں کرتی لیکن مجھے نکاح کی محبت پر یقین ہے۔ نکاح کے بعد دلوں میں محبت اللہ ڈال دیتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میری بیوی باوفا ہو گی اور ایک دن محبت کا اقرار بھی کرلے گی" ہادی نے اپنی بات مکمل کرتے اسے دیکھا جو سر جھکائے آنسو بہا رہی تھی۔ کیسے وہ اتنے اچھے انسان کی قدر نہیں کر پائی تھی۔

"اب رو کر کیوں رہی؟ مجھے آپی سے ڈانٹ پڑوانی ہے؟ کہ جانے میں نے تمہیں کیا کہہ دیا ہے؟" اس نے خفگی سے کہا جس پر اس نے فوراً اپنے آنسو پونچ لیئے۔

"میرے خیال سے مسکرانے کے پیسے تو نہیں لگتے۔ رائٹ؟" ہادی کی بات پر وہ ہنس دی۔

"ہو گئی بات؟" زرش نے واپس آتے دونوں کو دیکھتے پوچھا۔

"جی۔۔" وہ کہتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ دونوں کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ زرش کو پرسکون پر گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے چیئر کھینچ کر مشال کے پاس بیٹھے شرارت سے اسے دیکھنے لگی جس پر وہ جھینپ گئی۔

"ہادی وہاں سے چلا گیا۔ وہ مشال کا ہمراز تھا اب اسے زندگی بھر اس کے ہمراز ہونے کے ساتھ ساتھ ہمسفر بننا تھا۔ لیکن مشال کے ساتھ اُسے کسی اور کا بھی راز اپنے اندر دفن کرنا تھا۔ احمر کا راز۔۔ جو وہ انسپکٹر نواب کے ساتھ جان چکا تھا۔ سیٹھ الیاس کے ساتھ ہی اس کام کا انجام ہو چکا تھا اس لیے اس نے انسپکٹر نواب کے ساتھ مل کر اس راز کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا تھا۔ وہ یہ سب کسی کو نہیں بتا سکتا تھا۔ وہ ایک بھائی کو اس کی بہن کی نظر میں نہیں گرا سکتا تھا۔ اگر یہ راز کھل جاتا تو شاید مشال ایک نارمل زندگی نا گزار پاتی۔ اسے احمر کی موت کے راز کو بھی راز رکھنا تھا۔۔ احمر کی خودکشی جو اس نے خود کو ہی نشانہ بنوایا تھا اس کو قتل ہی رہنے دینا تھا۔

★★★★★

یہاں دبئی میں ایاز نے اس کے لیے ہر چیز کا بندوبست کر لیا تھا۔ زندگی اچھی گزر رہی تھی۔ لیکن پچھتاوا اس کی جان

نہیں چھوڑ رہا تھا۔جب اس کی ملاقات مولوی رحمان سے ہوئی۔ جنہوں نے اسے توبہ کا در دیکھایا۔ آج وہ مطمین اور اپنے رب سے توبہ کی امید باندھے روز اس کے سامنے گڑ گڑاتا تھا۔

کہ کبھی وہ رب اس سے راضی ہو جائے گا۔اس نے ہمیشہ تنہا زندگی گزارنے کا سوچا تھا۔اسے ڈر تھا کہ اگر کل کو اس کی بیٹی ہوئی اور مکافات عمل ہو گیا تو۔۔؟ آگے کا وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

اور جب شیطان ہمیں روتا بلکتا، پچھتاؤں میں گھرا چھوڑ کر چلا جاتا ہے تو ایسے میں بھی ایک راستہ باقی رہتا ہے توبہ کا راستہ۔۔۔جو انسان کو سیدھا اللہ کی طرف لے جاتا ہے۔وہ گناہوں سے سیدھے راستے پر چل سکتا ہے اگر وہ توبہ کا دروازہ کھٹکھٹالے۔۔ یہ ایسا راستہ ہے جو ہماری سانس چلنے تک کھلا رہتا ہے۔ہم سب کچھ پانے کی چاہ میں راستے سے بھٹک جاتے ہیں۔اسی چاہ میں بہت کچھ کھو دیتے ہیں لیکن پھر ہم لوٹ کر واپس اللہ کی طرف ہی آتے ہیں کیونکہ یہی ہمارا اصل ہے۔۔اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔۔ایاز نے موت کا راستہ اپنا کر اپنی توبہ کا راستہ بند کر لیا لیکن سمیر نے اپنے لیے توبہ کا راستہ اپنا لیا اس امید کے ساتھ کے وہ اللہ اسے معاف کر دے گا۔اور جب سچے دل سے توبہ کر لی جائے تو وہ معاف کر دینے والا ہے۔اپنے بندوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔

★★★ختم شدہ★★★

اسلام و علیکم۔!

آخر کار 17 ستمبر 2019 سے شروع ہونے والا یہ سفر آج 26 اکتوبر 2019 کو اپنے اختتام کو پہنچا۔واٹ پیڈ مسلہ نا کرتا تو ایک منتھ میں ختم کرنا تھا۔

اس کہانی میں بہت سارے میسجز ہیں۔امید ہے آپ سب سمجھ چکے ہونگے۔۔ یہ کہانی لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کے لیے ہے۔۔

احمر کو مرنا ہی تھا زیادہ دکھی نا ہوں ۔کیونکہ مشال کے سامنے ہوتے وہ کبھی بھی اپنے گناہوں کو نہیں بھول سکتا

تھا۔اس کا ماضی ہر پل اس کے ساتھ رہتا۔اس کی زندگی اذیت میں گزرتی۔

اور۔۔؟اوکے اپنا خیال رکھیے گا مجھے دعامیں یادرکھے۔۔اللہ حافظ

ثناءبانو"

* *

The End